ارشد القادری کی کتاب زلزلہ کا تحقیقی و تنقیدی جواب

بریلوی فتنہ کا نیا روپ

مؤلفہ

مولانا محمد عارف سنبھلی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ارشد القادری کی کتاب زلزلہ کا تحقیقی وتنقیدی جواب

بریلوی فتنہ کا نیا روپ

مؤلفہ

مولانا محمد عارف سنبھلی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اشاعت دوم ـــــــــــ اکتوبر ۱۹۷۸ء

باہتمام ـــــــــــ اشرف برادرز لاہور

طباعت ـــــــــــ عرفان افضل پرنٹنگ پریس، لاہور

کتابت ـــــــــــ قاری سیف اللہ خالد

قیمت ـــــــــــ

مجلد ایڈیشن ـــــــــــ

ملنے کے پتے

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی ـــ لاہور

کتب خانہ دارالاشاعت ـــ بندر روڈ ـــ کراچی

مکتبہ دارالعلوم ـــــــ کراچی ۱۴

ادارۃ المعارف، دارالعلوم ـــــــ کراچی ۱۴

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

عنوانات اور مضامین کا اشاریہ

صفحہ نمبر	مضامین
۹	بسم اللہ ۔
۱۰	مصنف کا مکتوب مولانا نعمانی مدظلہ کی خدمت میں ۔
۱۳	حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کا جواب ۔
۲۱	زلزلہ کا تنقیدی جائزہ اور الزامات کا جواب ۔
۲۲	ایک نکتہ جس سے زلزلہ کا سارا فریب کھل جاتا ہے ۔
۲۵	توحید اور شرک کی حقیقت ۔
۳۶	مسلمانوں کے بعض جاہل طبقوں کے مشرکانہ اعتقادات و اعمال ۔
۳۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کی ایک پیشین گوئی ۔
۳۸	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی شہادت ۔
۳۹	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی شہادت ۔
۴۱	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی شہادت ۔
۴۲	حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی شہادت ۔
۴۴	مسلمانوں میں شرک کا فروغ دیکھ کر حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بےچینی اور تقویۃ الایمان کی تصنیف ۔
۴۴	تقویۃ الایمان اور فاروقی انداز ۔
۴۸	پہلی بحث علم غیب کے بارے میں ۔
۴۸	قرآن مجید اور مسئلہ علم غیب ۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

قرآن پاک کی زبان اور اصطلاح میں علم غیب۔	۵۰
تقویۃ الایمان میں علم غیب کا مسئلہ۔	۵۱
زلزلہ کے مصنف کی کھلی خیانت۔	۵۸
فتاویٰ رشیدیہ کی عبارات وتصریحات۔	۶۰
زلزلہ کے مصنف کی کھلی خیانت۔	۶۱
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالیٰ کے برابر علم ثابت کرنیوالے کے کفر پر اجماع	۶۱
فتاویٰ رشیدیہ کی سب عبارتوں کا بالکل ظاہر مطلب۔	۶۲
"علم غیب" اور ندائے "یارسول اللہ" کے بارے میں حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کا مفصل فتویٰ۔	۶۳
فتوے کے چار خاص نکات۔	۶۶
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرفِ ندائے خطاب کرنیکے بارہ میں ایک اور فتویٰ۔	۶۷
اس موضوع اور مسئلہ سے متعلق ایک اور زیادہ مفصل فتویٰ۔	۶۸
مسئلہ علم غیب سے متعلق زلزلہ میں حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی عبارت۔	۶۹
"شیئاً للہ" کے وظیفہ کے بارہ میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا فتویٰ۔	۷۲
حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ۔	۷۲
عقیدہ علم غیب سے متعلق مسلک کی تنقیح۔	۷۳
عقیدہ علمِ غیب کی چار شکلیں، اور ہر شکل کا حکم۔	۷۳
پہلی شکل۔	۷۴
عقیدہ علمِ غیب کی دوسری شکل۔	۷۶
جاہل عوام اور عقیدہ علم غیب۔	۷۶
کتب عقائد وفقہ کی وہ عبارات جن میں اس عقیدہ کو کفر قرار دیا گیا ہے۔	۷۸
بریلویوں کی مہمل تاویل۔	۸۱

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

عقیدہ علم غیب کی تیسری صورت ۔	۸۳
عقیدہ علم غیب کی چوتھی صورت ۔	۸۴
رسول اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے علم کے بارہ میں ہمارا اور تمام اہل حق کا عقیدہ ۔	۸۵
انبیاء و اولیاء کو وحی والہام کے ذریعہ امور غیب کی اطلاع دی جاتی ہے ۔	۸۵
وحی والہام ، انبیاء و اولیاء کے اختیار میں نہیں ۔	۸۶
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو خوب سمجھایا ۔	۸۷
خواب کی مثال ۔	۸۹
تصرف کے مسئلہ کی تنقیح ۔	۹۱
تصرف کے مسئلہ کی چار صورتیں اور ان کا حکم ۔	۹۱
بحث و اختلاف کس صورت میں ہے ۔	۹۵
تصرف سے متعلق تقویۃ الایمان کی عبارات ۔	۹۶
ارشد القادری وغیرہ بریلوی مولوی صاحبان بتلائیں ۔	۱۰۰
ارشد القادری صاحب کی تصویر کا دوسرا رخ ۔	۱۰۱
اکابر علماء دیوبند سے متعلق واقعات اور ارشد صاحب کا دعویٰ ۔	۱۰۲
ہمارا چیلنج کہ ارشد صاحب کا دعوے فریب اور سفید جھوٹ ہے ۔	۱۰۳
یہ سب واقعات کشف و کرامات کے قبیل سے ہیں ۔	۱۰۳
جہالت و نافہمی یا شیطنت ۔	۱۰۳
کرامات اور کشف والہام کے بارہ میں اہلسنت کا عقیدہ ۔	۱۰۴
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۔	۱۰۵
معجزہ اور کرامت ، نبی یا ولی کا فعل نہیں بلکہ اللہ تعالے کا فعل ہوتا ہے ۔	۱۰۵
عقائد اہلسنت کی کتابوں میں کرامات کا بیان ۔	۱۰۷

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کشف والہام ، اور اس سے متعلق امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ۔	۱۱۱
بعض اولیاء اللہ کی وفات کے بعد کشف وکرامات کا ظہور ۔	۱۱۶
موت کے بعد صحابی رسول سیدنا حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا کلام فرمانا ۔	۱۱۷
حضرت ابو قلابہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے صاحب قبر کی گفتگو ۔	۱۱۸
سیدنا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز واقعہ ۔	۱۱۹
اولیاء اللہ کی کرامات ، اور کشف والہام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک ۔	۱۲۱
کشف وکرامات سے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کا موقف ۔	۱۲۲
حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ومسلک ۔	۱۲۲
بعد کے علماء دیوبند کا مسلک ۔	۱۲۴
چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔	۱۲۵
زلزلہ کے ان سوالوں کا جواب جو موضوع سے ہٹ کر اٹھائے گئے ہیں ۔	۱۲۶
کسی مرنے والے سے بیداری کی حالت میں ملاقات ۔	۱۲۶
بیداری کی حالت میں مرنے والوں سے ملاقات کیسے لوگوں کی ہوتی ہے ؟	۱۲۷
بیداری کی حالت میں سیدنا حضرت پیران پیرؒ کی رسول پاک صلعم سے ملاقات ۔	۱۳۰
وفات یافتہ بزرگوں کے ذریعہ خداوندی امداد کا مسئلہ ۔	۱۳۱
مولانا گیلانی مرحوم ومغفور پر ارشد صاحب کا عیارانہ افتراء ۔	۱۳۲
سو فی صد جھوٹا دعویٰ ۔	۱۳۲
خود مولانا گیلانی مرحوم ومغفور کی وضاحت ۔	۱۳۴
بے حیا باش وہرچہ خواہی کن ۔	۱۳۶
اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو بھی اپنے فیض وتصرفات کا واسطہ بناتا ہے ۔	۱۳۶
اس مسئلہ پر حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ہدایت افروز کلام ۔	۱۳۶

حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کے متعلق صریح جھوٹا دعویٰ ۔	۱۳۹
حضرت گنگوہیؒ کے ایک ارشاد پر ارشد صاحب کا جاہلانہ یا معاندانہ اعتراض ۔	۱۴۴
مقام تجدید اور مجدد ۔	۱۵۱
تصور شیخ سے متعلق حضرت گنگوہیؒ کے ایک ارشاد پر جاہلانہ بحث ۔	۱۶۰
اکابر دیوبند کی سیاسی تاریخ مسخ کرنے کی ناپاک کوشش ۔	۱۶۴
لگے ہاتھوں ۔	۱۶۵
پہلا تاریخی حوالہ ۔	۱۶۶
دوسرا "تہلکہ خیز" حوالہ ۔	۱۶۹
تیسری یورش ۔	۱۷۵
ایک سوال جو سر چڑھ کر پکارتا ہے	۱۸۰
اجالے میں چوری ۔	۱۸۴
دیوان جی کا مکاشفہ ۔	۱۸۶
حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جہاد کی نوعیت ۔	۱۹۰
مکتوب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۔	۱۹۱
کیا حضرت شاہ شہیدؒ اولیاء اللہ کے کشف والہام کے منکر ہیں ؟	۱۹۳
خاتمۂ کلام ۔	۱۹۷
ارشد صاحب کا مقدمہ سراسر جعل و فریب ۔	۱۹۷
ہمارا چیلنج اور اعلان ۔	۱۹۸
ارشد صاحب جعل و فریب کے مجرم اور سزا کے مستحق ۔	۱۹۹
یہ فنکاری ایک شیطانی کمال ۔	۱۹۹
ارشد صاحب کا انعامی اعلان ۔	۲۰۰

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

زلزلہ کا دوسرا ایڈیشن اور دو نئے کرتب ۔ ۲۰۱

مولانا علی میاں سے متعلق افسانہ صفحہ ۲۰۱ ۔ زلزلہ اور امریکی لائبریری ۔ ۲۰۴

ضمیمہ : بریلی کا تکفیری فتنہ ، مختصر تاریخ اور تعارف ۔ ۲۰۷

ندوۃ العلماء کے خلاف خانصاحب بریلوی کی جنگ ۔ ۲۰۸

اکابر علماء دیوبند پر نظر عنایت ۔ ۲۱۱

اکابر علماءِ دیوبند کی خاموشی اور صرف نظر کا فیصلہ ۔ ۲۱۳

مولوی احمد رضا خاں : ”حسام الحرمین“ کا فتنہ ۔ ۲۱۴

علمائے دیوبند کی مدافعت اور جواب کا فیصلہ ۔ ۲۱۶

فرنگی محلی اور بدایونی علماء پر فتویٰ بازی ۔ ۲۱۸

مولوی احمد رضا خاں کے بعد ان کی ذریت کا رویہ ۔ ۲۱۹

بریلوی فتنہ کا تکمیلی رویہ اور ”تجانب اہل السنۃ“ کا آئینہ ۔ ۲۱۹

مسلمانوں کی تمام جماعتوں کی یک قلم تکفیر ۔ ۲۲۰

مسلم لیگ کی تکفیر ۔ ۲۲۲

مولانا ابو الکلام آزاد (رحمۃ اللہ علیہ) مرتد اور ”ترجمان القرآن“ ناپاک ۔ ۲۲۳

مولانا شبلی، مولانا حالی، اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہم کے خلاف فتویٰ ۔ ۲۲۴

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہفوات ۔ ۲۲۵

”تجانب اہل السنۃ“ بریلویوں کا صحیفۂ جامعہ ۔ ۲۲۶

زلزلہ کے مصنف سے ایک سوال ۔ ۲۲۶

مولوی احمد رضا خاں کی فاحشانہ زبان ۔ ۲۲۷

ام المومنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی اور فحش گوئی ۔ ۲۳۱

مرنے سے پہلے مولوی احمد رضا خاں کی ایک خاص وصیت ۔ ۲۳۲

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ والہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین.

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے بریلوی فرقہ کے ایک نئے مصنف ارشد القادری صاحب کی تازہ تصنیف

"زلزلہ"

کا تنقیدی جائزہ اور تحقیقی جواب ہے

ان چند سطروں کے بعد اگلے ہی صفحہ پہ میرا ایک خط جو میں نے زلزلہ سے ہی متعلق مخدومی حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ کی خدمت میں لکھا تھا اور اس کے ساتھ ممدوح کی طرف سے اس کا جواب محترم ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے اس کو کتاب کا مقدمہ یا پیش لفظ سمجھ لیا جائے، اس سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کتاب کے لکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی اور ہم ہندوستانی مسلمانوں کے موجودہ حالات، میں یہ کام جو ہم جیسوں کے لئے کبھی بھی خوشگوار نہیں ہو سکتا ہم کو کیوں کرنا پڑا؟

محمد عارف سنبھلی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

جامعۃ الرشاد
اعظم گڑھ

مصنّف کا مکتوب

مولانا نعمانی مدظلہٗ کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مخدوم و محترم مدظلکم العالی !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حال ہی میں ایک صاحب کے ہاتھ میں "زلزلہ" نام کی ایک کتاب نظر پڑی اس کی ورق گردانی کی تو معلوم ہوا کہ بریلوی جماعت کی طرف سے یہ کوئی نئی کتاب لکھی گئی ہے اور اس کا طرز وہ نہیں ہے جو اب تک ان کی کتابوں کا رہا ہے میں نے ان صاحب سے اس کتاب کو ایک دو دن کے لئے لے لیا اور اس کو پڑھا۔

میرا احساس یہ ہے کہ یہ کتاب بہت سے لوگوں کے لئے گمراہی اور غلط فہمی کا باعث ہو سکتی ہے یہ تقریباً دو سو صفحات کی کتاب ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ بڑی ہی پر فریب اور زہریلی کتاب ہے اس کا مدعا اور حاصل یہ ہے کہ علماء دیوبند رسول پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کے لئے، اور حضرات اولیائے کرام کے لئے علم غیب اور عالم میں تصرف کی قدرت کا عقیدہ رکھنے کو تو شرک وکفر بتلاتے ہیں لیکن یہی علم غیب و تصرف وہ اپنی جماعت کے بزرگوں کے لئے مانتے ہیں۔ گویا حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم اور اولیائے کرام کے لئے جس کمال کے ماننے کو وہ شرک کہتے ہیں وہی کمال وہ اپنے بزرگوں

کے لئے تسلیم کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی منوانا چاہتے ہیں ۔

اس کتاب میں یہ بات بڑے معصومانہ اور مظلومانہ انداز میں کہی گئی ہے اور ثبوت میں اکابر علمائے دیوبند کی عبارات پیش کی گئی ہیں ، اس کے مصنف کوئی صاحب ارشد القادری ہیں ۔ اس کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں وہ بدزبانی ، اور بدتمیزی بالکل نہیں ہے جو کہ عام طور پر بریلویوں کی کتابوں میں ہوتی ہے ، تکفیری جارحیت بھی نہیں ہے مگر بڑی ہی پر فریب کتاب ہے ۔ میرا اندازہ ہے کہ جو لوگ ان مباحث سے پوری طرح واقف نہیں ہیں (اور عام پڑھے لکھے مسلمانوں کا یہی حال ہے) وہ اس کے فریب کو بالکل نہیں سمجھ سکتے ، بلکہ میرا خیال ہے کہ ہمارے دار العلوم دیوبند ، اور دار العلوم ندوۃ العلماء جیسے دینی مدارس کے بہت سے فضلاء بھی اس کے نفاق ، اور فریب کو نہیں سمجھ سکیں گے ۔ کیوں کہ ہمارے ان دینی مدارس میں ان باتوں کا ذکر تک نہیں آتا ۔ اس لئے میرے نزدیک اس کتاب کا جواب ضروری ہے ، اور آپ کے سوا اس کے جواب کے لئے کسی پر نظر نہیں جاتی ۔

میں یہ جانتا ہوں کہ آپ اس موضوع سے بالکل بے تعلق ہو چکے ہیں اور اس طرح کی چیزیں اب پڑھتے بھی نہیں ہیں ۔ لیکن میری اصرار کے ساتھ گذارش ہے کہ آپ اس کو ضرور ملاحظہ فرمائیں اور اس کے جواب کے لئے ضرور بالضرور وقت نکالیں اگر آپ ارادہ فرمالیں تو میں کتاب حاصل کر کے بھیجنے کی کوشش کرونگا ۔

اگرچہ میرا ہرگز منصب نہیں ہے مگر میں ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ دیانۃً اس کتاب کا جواب وقت کا دینی فریضہ ہے ۔ علمائے حق اور جماعت اہل حق کی طرف سے عام مسلمانوں کا بدگمانی اور غلط فہمی میں مبتلا ہو جانا خاص دینی نقطۂ نظر سے بڑی خطرناک

بات ہے اس سے شیطان کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت آپ کے قلب میں ڈال دے اور آپ اس کے جواب کا عزم فرمالیں۔ جواب آنے پر ان شاء اللہ العزیز کتاب حاصل کرکے بھیجنے کی کوشش کروں گا۔

والسلام

دعا کا طالب

محمد عارف سنبھلی

مدرس جامعۃ الرشاد۔ اعظم گڑھ

۱۳ جون ۱۹۷۳ء

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

www .islamicbookslibrary.wordpress. com

سے دعا اور مدد مانگتے ہیں اور اسی کی عبادت و پرستش کرتے ہیں۔ خود مولانا گیلانی نے اسی حاشیہ میں منقولہ بالا عبارت کے بعد لکھا ہے اور کس قدر صحیح لکھا ہے۔

خود مولانا گیلانیؒ کی وضاحت

"مشرک قوموں کا طریقہ کار یہ ہے کہ بجائے امداد پہنچانے والی حقیقی قوت (یعنی اللہ تبارک و تعالےٰ) کے امداد کے ان ذرائع اور وسائل ہی کو پوجنے لگتی ہے۔

اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نفع ہو یا نقصان، خواہ بلا واسطہ پہنچے یا باواسطہ ہر حال میں سب کو اسی کی طرف سے سمجھتے ہیں جو ان ذرائع اور وسائط سے نفع اور نقصان کی صورتوں کو پیدا کر رہا ہے (یعنی اللہ تبارک وتعالےٰ)۔ پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں ہیں بلکہ اس امداد کے لئے بزرگوں کی یا ان کی قبروں کی، یا ان کے آثار کی عبادت کو شرک یقین کرتے ہیں۔ موحد اور مشرک کے نقطۂ نظر میں یہی جوہری فرق ہے۔"

ناظرین کرام! غور کریں کہ سوانح قاسمی کے اسی حاشیہ میں یہ صراحت اور وضاحت ہونے کے باوجود ارشد صاحب کا یہ دعویٰ کہ مولانا گیلانی نے اسی عقیدہ کو اپنا اور اپنی جماعت کا عقیدہ بتلا کر اپنے مذہب سے انحراف کیا ہے جس کو وہ مشرکانہ عقیدہ کہتے رہے ہیں، کیسا شرمناک فریب اور دلیرانہ جھوٹ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالےٰ پر اور یوم آخرت کے محاسبہ پر ایمان رکھتا ہو تو وہ ایسے فریب اور ایسی دروغ بیانی کی جرأت نہیں کر سکتا۔

الغرض مولانا گیلانی مرحوم و مغفور نے یہاں جو کچھ لکھا ہے بلاشبہ وہی جماعت دیوبند کا مسلک و عقیدہ ہے۔ اور ارشد صاحب نے اس موقع پر "تقویت الایمان" صنّ کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں شرک اس عقیدے کو کہا گیا ہے جو قبر پرستوں تعزیہ

پرستوں، اور بھوت پریت کے پرستاروں کا عقیدہ ہوتا ہے۔ "تقویۃ الایمان کی پوری عبارت اس موقع پر یہ ہے۔

عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی، اور تندرست کو بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی، پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

سوانح قاسمی کے حاشیہ کی، مولانا گیلانی مرحوم کی پوری عبارت ابھی اوپر نقل ہو چکی ہے اور تقویۃ الایمان کی عبارت آپ کے سامنے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگر آپ کو عقل و فہم دی ہے تو آپ فیصلہ کریں کہ وہ شخص دیانت داری اور شرم و حیا سے، کس قدر عاری اور کیسا فریبی ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ مولانا گیلانی مرحوم و مغفور نے اپنا اور جماعت دیوبند کا عقیدہ وہی بتلایا ہے جس کو تقویۃ الایمان کی اس عبارت میں شرک کہا گیا ہے۔ تقویۃ الایمان کی عبارت کا یہ جملہ مقصد کی پوری وضاحت کر رہا ہے کہ۔

"یعنی اللہ کا سا تصرف کرنا محض شرک ہے"۔

بیحیا باش وہرچہ خواہی کن

ہم پوری تفصیل سے بتلا چکے ہیں کہ جاہل قبر پرست اور تعزیہ پرست قسم کے مریضان شرکت ہی تقویۃ الایمان کے خاص مخاطب ہیں اور وہ ولیوں شہیدوں اور اماموں کے لئے اسی طرح کا تصرف ثابت کرتے ہیں جس طرح کے تصرف کا عقیدہ عرب کے مشرکین اپنے معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں رکھتے تھے۔ اور تقویۃ الایمان کی اس عبارت میں اور اس طرح کی دوسری تمام عبارتوں میں اسی عقیدہ کو شرک کہا گیا ہے اور وہ بلاشبہ شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو بھی اپنے فیض اور تصرفات کا واسطہ بناتا ہے

لیکن یہ عقیدہ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے اولیاء مقربین کے ذریعہ بھی اپنے بندوں کو فیض اور مدد پہنچاتا ہے اور عالم میں بڑے بڑے تصرفات و انقلابات کا ان کو واسطہ بناتا ہے۔ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے اور خود حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اس کے قائل بلکہ مبلغ ہیں۔ وہ اپنی بے نظیر کتاب "منصب امامت" میں ولایت کے ایک خاص مقام اور اس پر فائز ہونے والے اولیاء اللہ (اصحاب خدمت) کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

اس مسئلہ پر شاہ شہید کا ہدایت افروز کلام

حکیم علی الاطلاق ایشاں را واسطہ در تصرفات کونیہ میگرداند مثل نزول امطار ونمو اشجار

اللہ تبارک وتعالےٰ جو حکیم مطلق ہے ان اولیاء مقربین کو عالم کون کے تصرفات میں واسطہ بناتا ہے جیسے بارشوں کا نازل ہونا، درختوں کا نشو ونما پانا، اور حالات کا پلٹا کھانا۔ بادشاہوں پر اقبال یا ادبار

وتقلیب احوال وادوار وتحول اقبال و ادبار سلاطین وانقلابات حالات اغنیاً ومساکین، ورفع بلاء و دفع وباء وامثال ذالک۔

آنا، دولت مندوں، فقراء ومساکین کے احوال کا بدل جانا، بلاؤں کا ٹل جانا اور وباؤں کا ہٹ جانا، اور ان جیسے دوسرے تصرفات۔

پھر اس کی سند میں حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں ان ابدال کا ذکر ہے جن کا مستقر شام بتلایا گیا ہے اور ان کے بارہ میں فرمایا گیا ہے۔

یسقی بھم الغیث و ینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب

ان کے ذریعہ اور ان کی برکت سے بارش نازل ہوتی ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب اور آفات کو ہٹا دیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگے حضرت مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی طرح مثال دے کر سمجھایا ہے کہ سورج اور چاند کے ذریعہ دنیا کو جو روشنی ملتی ہے وہ روشنی یہ چاند اور سورج خود پیدا نہیں کرتے نہ خود ہم کو پہنچاتے ہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہی یہ روشنی پیدا کی ہے اور وہی اپنی قدرت اور اپنے حکم سے ہم کو پہنچاتا ہے۔ یہ سورج و چاند واسطۂ فیض ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ سورج، چاند ہی روشنی پیدا کرتے اور ہم کو پہنچاتے ہیں تو یہ عقیدہ مشرکانہ ہوگا اسی طرح "اصحاب خدمت" کے ذریعہ جو فیض پہنچتا ہے، یا جو تصرفات عالم میں ہوتے ہیں وہ خود ان کا

فعل اور تصرف نہیں ہوتے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فعل اور تصرف ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس کو ان اولیاء اللہ واصحاب خدمت ہی کا فعل اور تصرف اور ان کی قدرت کا کرشمہ سمجھے تو یہ مشرکانہ عقیدہ ہوگا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

پس آنچہ از تغیرات و تقلبات مذکورہ چہ در اقطار عالم و اطوار بنی آدم حادث میگردد ہمہ از قدرت کاملہ ایشان نیست ونہ از نتائج طاقت امکانی نہ اینکہ حق جل وعلا ایشان را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ کار و بار بنی آدم بایشان تفویض نمودہ پس ایشان بامر الٰہی قدرت خود صرف میمانید وایں تصرفات گوناگوں و تغیرات بوقلموں در عالم کون بر روئے کار مے آرند کہ ایں اعتقاد شرک محض است و کفر بحت ہر کہ بجناب ایشان ایں عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بے شک مشرک مردود است و کافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی بنابر وجاہت کسے یا دعائے کسے از مقبولین امرے دیگر

پس تغیرات اور حالات میں جو تبدیلیاں (جن کا اوپر ذکر ہوا) اس عالم میں یا انسانوں کے احوال میں پیدا اور ظاہر ہوتی ہیں وہ سب ان اولیاء مقربین کی قدرت اور طاقت کا نتیجہ نہیں ہیں اور نہ ایسا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم میں تصرف کرنے کی قدرت ان کو دے دی ہو اور انسانوں کے معاملات ان کے حوالے کر دیئے ہوں اور وہ بامر الٰہی اپنی قدرت سے یہ تصرفات عالم کون میں کرتے ہوں، ایسا عقیدہ رکھنا خالص شرک وکفر ہے جو کوئی ان اولیاء اللہ کے بارہ میں یہ قبیح عقیدہ رکھے کہ وہ اپنی قدرت سے یہ تصرفات کرتے ہیں وہ بلاشبہ مشرک وکافر ہے الحاصل کسی مقرب بندہ کے خاص

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

وصدور تصرفات کونی از ہماں مقبول اگرچہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام است وثانی محض کفر۔

(منصب امامت ص۴۹، ۵۰)

مقام قرب و وجاہت کی بنا پر کسی مقبول بندہ کی دعا پر تقدیر الٰہی کا نازل ہونا اور کسی تصرف کا اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو جانا ایک الگ چیز ہے اور خود اس مقبول بندہ سے عالم کون میں تصرف کا ہونا اگرچہ بامر و عطاء الٰہی دوسری بات ہے پہلی بات عین اسلام ہے، اور دوسرا عقیدۂ خالص کفر ہے"

یہ ہے ہم اہلسنت والجماعت کا عقیدہ۔ یہی بات حضرت مولانا گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں کہی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اگر مولانا گیلانی مرحوم ومغفور کو بریلوی ذہنیت کا تجربہ ہوتا تو ان کا بیان اور زیادہ واضح ہوتا۔

مولانا نعمانی کے متعلق صریح جھوٹا دعوے

ارشد صاحب نے مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حاشیہ سے متعلق اسی سلسلۂ بحث میں "الفرقان" کے ایک اداریہ کے حوالہ سے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ کی ایک عبارت بھی نقل کی ہے اور دعوے کیا ہے کہ اس عبارت میں بھی اس، عقیدہ کو شرک کہا گیا ہے جس کو حضرت مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جماعت دیو بند کا عقیدہ بتلایا ہے۔ یہ بھی ارشد صاحب کا سو فیصدی جھوٹ ہے۔

مولانا نعمانی مدظلہٗ کی اس عبارت کا آخری حصہ خود ارشد صاحب نے یہ نقل

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کیا ہے۔

شرک جب ہوتا ہے جب کسی ہستی کو اللہ کے قائم کئے ہوئے اس ظاہری سلسلۂ اسباب سے الگ غیبی طور پر اپنے ارادہ و اختیار سے کارفرما و متصرف سمجھا جائے اس اعتقاد کی بنا پر اس سے اپنی حاجتوں میں مدد مانگی جائے۔

(الفرقان جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ صفحہ ۳۵، زلزلہ صفحہ ۳۰)

ناظرین کرام! حضرت مولانا گیلانی کی عبارت کو پھر پڑھ لیں، کیا اس میں اس عقیدہ کا شائبہ بھی ہے جس کو الفرقان کی اس عبارت میں شرک قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس بے باکی سے جھوٹ وہی شخص بولے گا اور لکھے گا جس کو اللہ تبارک و تعالٰے نے حیا اور صداقت سے بالکل ہی محروم کر دیا ہو۔

ارشد صاحب نے حضرت مولانا النعمانی مدظلہ کے اس اداریہ کا یہ آخری حصہ بھی نقل کیا ہے۔

آپ مسلمان کہلانے والے قبوریوں اور تعزیہ پرستوں کو دیکھ لیجئے شیطان نے ان مشرکانہ اعمال کو ان کے دلوں میں ایسا اتار دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی کوئی بات سننے کے روادار نہیں۔

میں تو انہیں لوگوں کو دیکھ کر اگلی امتوں کے شرک کو سمجھتا ہوں اگر مسلمانوں میں یہ لوگ نہ ہوتے تو واقعہ یہ ہے کہ میرے لئے اگلی امتوں کے شرک کو سمجھنا بڑا مشکل ہوتا۔

(الفرقان صفحہ ۳۰، زلزلہ صفحہ ۳۱)

ارشد صاحب نے حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کی اس عبارت کو نقل کر کے بڑے غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے جس سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ خود ان کا اپنا حال ہے اور وہ خود حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کے اس وار کا نشانہ بن گئے ہیں ۔ ورنہ جو بات ان سطروں میں کہی گئی ہے اس کی سچائی میں کس آنکھوں والے کو شبہ ہو سکتا ہے اور قریب قریب یہی بات ایک دوسرے انداز میں اب سے دو ڈھائی سو برس پہلے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھی ہے ۔ "الفوز الکبیر صہ" کے حوالے سے شاہ صاحب کی یہ عبارت پہلے بھی نقل ہو چکی ہے ۔

اگر در تصویر حال مشرکین واعمال ایشاں توقف داری احوال محرفان اہل زمانہ خصوصاً آنانکہ باطراف دار الاسلام سکونت دارند ملاحظہ کن ، کہ .... بہ قبور وآستانہا نہا مے روند وانواع شرک بعمل مے آرند ۔

اگر عرب کے مشرکین کے احوال و اعمال کا صحیح تصور تمہارے لئے مشکل ہو اور اس میں کچھ سوچ بچار ہو تو اپنے زمانہ کے بیشتر عوام خاص کر وہ جو دار الاسلام کے اطراف ، میں رہتے ہیں (جس کی وجہ سے وہ دینی تعلیم اور صحبت سے محروم ہیں) ان کا حال دیکھ لو وہ قبروں ، اور آستانوں اور درگاہوں پر جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک کرتے ہیں ۔

دیکھئے کیا بنیادی فرق ہے حضرت مولانا نعمانی مدظلہ العالی کی مندرجہ بالا عبارت میں

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اورحضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے اس شرک سوز ارشاد میں ؟

کیا ہے کسی بریلوی میں ہمت کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے خلاف بھی اس غیظ وغضب کا اظہار کرے جس کا حضرت مولانا نعمانی مدظلہ العالی کے خلاف اظہار کیا گیا ہے۔

(۳)

حضرت گنگوہیؒ کا ایک ارشاد

تذکرۃ الرشید یعنی سوانح حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کے حوالے سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ایک ارشاد نقل کر کے ارشد صاحب نے ایک نئے رنگ کا گل کھلایا ہے۔ تذکرۃ الرشید کے مؤلف حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض مواقع پر حضرت کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے گئے کہ۔

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر " (تذکرۃ الرشید ص۱۷)

ان فقروں کو نقل کر کے ارشد صاحب فرماتے ہیں کہ۔

"یعنی مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں مولوی رشید احمد صاحب کے علاوہ کسی کی زبان بھی کلمۂ حق سے آشنا نہیں ہوئی۔ افسوس کہ گنگوہی صاحب کے اس دعوے کو مشتہر کرتے ہوئے دیوبندی علمائے نے قطعاً یہ محسوس نہیں کیا کہ اسمیں دوسرے حق پرست علماء کی کتنی صریح توہین موجود ہے "

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اس کے بعد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے آخری فقرے پر خصوصی توجہ مبذول کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"سوچنے کی بات یہ ہے کہ کسی کے اتباع پر نجات موقوف ہو یہ شان صرف رسول کی ہو سکتی ہے نائب رسول ہونے کی حیثیت سے علماء کرام کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباع رسول کی دعوت دیں، اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں ہے لیکن صاف عیاں ہے کہ گنگوہی صاحب اس منصب پر قناعت نہیں کرنا چاہتے"

اور آخر میں تقویۃ الایمان کی ایک عبارت سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے اس ارشاد کا تضاد دکھاتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ۔

"دوسری طرف ان کے مذہب کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان کا فرمان یہ ہے کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اس کے کلمہ کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی اُن ہی باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ تعالےٰ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائے ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق کے ساتھ کرے اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص۲۹، زلزلہ از ص۸۹ تا ص۹۰)

پتہ نہیں ان ارشد صاحب کے ذہن میں یوم آخرت نام کی کوئی چیز بھی ہے یا نہیں، جہاں ایک ایک بات کا آدمی کو حساب اور جواب دینا ہو گا! آخرت فراموشی کی کوئی حد ہے کہ جس تذکرۃ الرشید سے عبارت لے کر اعتراض کیا جا رہا ہے اسی میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی موجودگی میں ایسے اعتراض کا وسوسہ بھی آدمی کے دل میں

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

نہیں گزر سکتا ۔ مگر ارشد صاحب بے بات کا پہاڑ بنا کے کھڑا کرنے اور ان مقبولان خدا کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں واہی تباہی خیالات پیدا کرنے کا فن دکھا تے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں سمجھ دے کہ یہ کتنے گھاٹے کا سودا ہے جسے وہ سراسر نفع کا سمجھ رہے ہیں

ادھر ادھر سے پہلے خود ان فقروں ہی کے اندر جنھیں اعتراض کے لئے چنا گیا ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا یہ ارشاد پڑھئے کہ ۔

"اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں"

ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کیا کوئی خدا ترس آدمی ایسا الزام حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دے سکتا ہے جیسا کہ ارشد صاحب نے فنکاری کی پوری طاقت صرف کر کے دیا ہے کیا نبوت و رسالت کے منصب کا خواہشمند آدمی ایسے الفاظ بھی اپنے بارے میں کہتا ہے یا وہ لن ترانیاں دکھاتا ہے کہ میں جنیں ہوں اور چناں ہوں ؟

اچھا اب "تذکرۃ الرشید" کے دوسرے بعض مقامات دیکھیے ۔ یہ عبارت جس پر گفتگو ہے تذکرہ کے حصہ دوم ص۱ کی ہے ۔ حصہ اول کا ص۱۲۳ کھولئے ایک طویل مکاتبت (خط و کتابت) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی مروجہ میلاد کے مسئلہ پر چل رہی ہے ۔ بڑی مشہور مکاتبت ہے ۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ایک زمانے میں اس رسم میلاد کے بارے میں اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے رجحان کے مطابق کچھ نرم تھے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے یہاں مطلق گنجائش اس معاملے میں نرمی کی نہیں تھی ، حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے علم میں یہ بات آئی کہ حضرت والا کو ان کے مسلک سے ناگواری ہے اس پر آپ نے اپنی پوزیشن واضح کرنے اور مسئلہ کو سمجھنے کے لئے

حضرت سے خط و کتابت کی جس کا سلسلہ کافی طویل ہوا . اور جس کے نتیجے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنے موقف سے رجوع فرمایا ۔ اسی مکاتبت میں حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں .

پس اگر کسی کا شیخ کوئی امر خلاف امر شرع کے فرما دے گا تو اس کو تسلیم کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ خود شیخ کو ہدایت کرنا مرید پر واجب ہوگا . کیوں کہ ہر دو کا حق ہر دو پر ہے اور شیوخ معصوم نہیں ہوتے اور جب تک شیخ کسی مسئلہ کو جو بظاہر خلاف شرع ہو بدلائل شرعیہ قطعیہ ذہن نشین نہ کر دے مرید کو اس کا قبول کرنا ہرگز روا نہیں . اس کی نظیریں احادیث سے بکثرت ملتی ہیں . ایک نظیر بیان کرتا ہوں ، اس پر غور کیجئے "

اس کے بعد اس نظیر کے بیان میں حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں .

" جب واقعہ مسیلمہ میں (یعنی مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے جنگ کے واقعہ میں . ح) قرآء (حفاظ قرآن ع) بہت سے شہید ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اندیشہ ذہاب کثیر من القرآن کا (یعنی قرآن کا بیشتر حصہ ضائع ہوجانے کا) ہوا ، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، خلیفۂ وقت ، کو جمع قرآن (یعنی قرآن کے جو مختلف ٹکڑے مختلف صحابہ کے پاس کتابت کی یا حفظ کی شکل میں محفوظ تھے ان سب کو یکجا کر کے ایک مکمل نسخہ تیار کرا دینے) کا مشورہ دیا ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بعد مباحثہ بسیار قول حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قبول فرمایا اور اس کا استحسان ان کے ذہن نشین ہوگیا اور دونوں کی رائے متفق ہوگئی اور

سنیت بلکہ وجوب مقرر ہوگیا (یعنی طے ہوگیا کہ یہ کام مطابق سنت، بلکہ واجب ہے) اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اس امر کے واسطے فرمایا (یعنی یہ کہ وہ قرآن جمع کریں) تو باوجود اس بات کے کہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر) رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم وفضل میں بہت زیادہ تھے اور صحبت ان کی بہ نسبت زید کے طویل تھی اور ان کے باب میں حکم شارع علیہ السلام سے ہو چکا تھا کہ اقتدوا[1] بالذین من بعدی ابی بکر وعمر — رواہ البخاری مع ہذا. حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ، نے چونکہ اس امر کو محدث (دین میں نئی بات) سمجھا تو یہی فرمایا کہ کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ وہ کام کیسے کرتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم نے نہیں کیا) اور ان کے کہنے کو ہرگز تسلیم نہ کیا کیونکہ ایجاد بدعت ان کے نزدیک سخت معیوب تھا اور شیخین کو معصوم نہ جانتے تھے. لہذا مناظرہ شروع کر دیا. مگر جس وقت حضرات شیخین رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے ان کو سمجھا دیا اور سنیت اس فعل کی (حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو ثابت ہوگئی تو اس وقت بدل وجان قبول کر کے اس کی تعمیل میں مصروف ہوگئے. بخاری کو تم نے خود پڑھا پڑھایا اور دیکھا ہے زیادہ کیا لکھوں.

پس ایسا بدست شیخ ہو جانا کہ مامور اور منہی کی کچھ تمیز نہ رہے، یہ اہل علم

---

[1] یعنی میرے بعد تم لوگ ابو بکر وعمر کی پیروی کرنا.

کا کام نہیں لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔ (کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہو) ۔ یہ امر بھی عام ہے اس سے کوئی مخصوص نہیں ، اور اگر کسی عالم نے اس کے خلاف کیا ہے تو ، بسبب فرط محبت کے یا جنون عشقیہ کے کیا ہے سو وہ قابل اعتبار کے نہیں اور ہم لوگ اپنے آپ کو اس درجہ کا نہیں سمجھتے "

(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۲۳ ، ۱۲۲)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس تحریر کو پڑھتے ہوئے یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ اس کے مخاطب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد اپنا سب سے بڑا حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کو ہی سمجھتے تھے اور جیسا کہ اوپر بتایا گیا تھا اس وجہ سے حضرت کی ناراضگی کی اطلاع پا کر یہ خط و کتابت آپ نے فرمائی تھی ، اس صورت حال کو ذہن میں رکھتے ہوئے غور فرمایئے کہ حضرت گنگوہی حضرت تھانوی سے یہ نہیں فرماتے کہ چونکہ میں کہتا ہوں کہ مروجہ میلاد کی شرکت روا نہیں اس لئے بے چون وچرا مان لو ، بلکہ اس کے برعکس یہ اصول بتاتے ہیں کہ دین کے معاملے میں دلائل شرعیہ کے بغیر اپنے شیخ و مرشد کی بات بھی نہیں مانی جا سکتی ، چاہے وہ شیخ

؎ یہ تمام عبارت چونکہ ایک اہل علم کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہے اس لئے بعض جگہ الفاظ عام فہم نہیں ہیں بعض جگہ قدرے وضاحت کی ضرورت ہے عربی عبارتیں بھی بغیر ترجمہ کے ہیں اس لئے ہم نے بریکٹوں میں ان ضرورتوں کے مطابق الفاظ بڑھا دیئے ہیں یعنی بریکٹ کے اندر تمام الفاظ ہمارے ہیں ۔ (عارف)

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

میرے اور تمہارے دونوں کے شیخ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہی کیوں نہ ہوں! ۔ اس اصول کو بیان کر کے اسے مؤکد اور مدلل کرنے کے لئے ایک نظیر بھی پیش فرماتے ہیں کہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کے بعد شیخین سیدنا حضرت ابوبکر اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے زیادہ کوئی قابل اطاعت واتباع نہیں ہوسکتا، اور اس بات صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ سمجھنے والا بھی کوئی نہیں جن سے براہ راست حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا تھا کہ "میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما، کی اقتدا کرنا"

مگر اس کے باوجود جب جمع قرآن کا مسئلہ حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کی وفات کے بعد سامنے آیا اور سیدنا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے متفق ہو کر سیدنا حضرت زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ کام کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے اس وقت تک ان کا متفقہ حکم بھی نہیں مانا جب تک کہ انہیں دلائل شرعیہ سے ان دونوں بزرگوں نے مطمئن نہیں کر دیا۔ کیونکہ وہ اسے اولاً بدعت سمجھ رہے تھے اور جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم نے بدعت میں کسی کی اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے شیخین کی اطاعت واقتدار کا حکم بھی اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ بدعت اور اللہ تبارک و تعالےٰ کی معصیت نہ ہو۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کے اس صریح ارشاد کے بعد بھی شیخین کی اقتداء بغیر دلائل شرعیہ کے ایسے معاملے میں نہیں کی جاسکتی جس کے بدعت اور معصیت ہونے کا شبہ کسی صاحب علم کو گزر رہا ہو تو پھر کسی اور شیخ کی ایسی اقتداء کا کیا سوال ؟ فرماتے ہیں

پس ایسا بدست شیخ ہو جانا کہ مامور اور منہی کی کچھ تمیز نہ رہے اہل علم کا کام نہیں " ۔ اور اگر کسی عالم نے اس کے خلاف کیا ہے تو .... وہ قابل اعتبار کے نہیں "

اس قدر صفائی اور تاکید کے ساتھ دلائل شرعیہ یعنی ارشادات خدا و رسول کو ہر شخصیت کے قول سے مقدم اور بالاتر رکھے جانے کا مسلک رکھنے والا انسان اگر کسی موقع پر یہ کہتا ہے کہ:

"حق وہی ہے جو اس کی زبان سے نکلتا ہے اور اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے اس کے اتباع پر "

تو کیا اس کے معنی یہ لئے جا سکتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وبارک وسلم کے برابر کر رہا ہے، کسی کا دماغ کام کرنے سے معذور ہو گیا ہو تو دوسری ہے ورنہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وبارک وسلم کا یہ ارشاد کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر ۔ میرے بعد، میرے بعد والوں یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما کی اقتدا کرنا، ایسے قول کی ایک نہایت اطمینان بخش نظیر ہے کہ ایسے اقوال میں ایک بنیادی شرط الفاظ میں نہ ہوتے ہوئے بھی ملحوظ ہوتی ہے اور وہ ہے دلائل شرعیہ سے موافقت یعنی سیدنا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما کی اقتدا، اس لئے کہ وہ ان کی رائے اور ان کا عمل انشاء اللہ تعالے ہمیشہ دلائل شرعیہ کے موافق ہی ہوگا ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وبارک وسلم کے دوسرے صریح ارشادات کی روشنی میں اس ارشاد مبارک کا یہ مطلب تو لیا ہی نہیں جا سکتا کہ چاہے سیدنا حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالے عنہما کی رائے خدانخواستہ دلائل شرعیہ سے منحرف ہی ہو جب بھی ان کی اقتدا کیجئے۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اسی طرح جب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ یا کوئی دوسرے صاحب علم، بزرگ صاف صاف اور نہایت شدت کے ساتھ اس مسلک کے داعی اور اس کی حفاظت پر کربستہ نظر آتے ہوں کہ دین و شریعت میں اصل سند اللہ و رسول کا قول ہے، کسی دوسرے کا قول اسی کی مطابقت کے بمقابل یا واجب العمل ہو سکتا ہے تو ان کے ایسے ارشادات کا مطلب کہ میری اتباع کرو، اسی میں نجات جانو، سوائے اس کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں دلیل شرعی کا اطمینان کر کے کہتا ہوں اور اسی لئے اس کی اتباع واجب ہے ہاں کسی نے ان لوگوں کی ہر بات میں کیڑے نکالنے کی قسم ہی کھالی ہو یا دماغ سے بالکل فارغ ہو گیا ہو تو اس کا جو جی چاہے کہتا پھرے۔

الغرض جہاں تک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے مذکورہ قول میں ہمسری رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوےٰ نظر آنے کا سوال ہے تو وہ اگر زبردستی کے کیڑے نکالنے کی بات نہیں ہے تو دماغ کا خلل ضرور ہے۔

رہا یہ اعتراض کہ اس قول سے دوسرے حق پرست علماء کی توہین لازم آتی ہے کیوں کہ اس میں کہا گیا ہے کہ "حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے"۔

تو اس اعتراض کو بھی اگر بہت رعایت کی جائے تو کم سے کم، کم سمجھی کی پیداوار ضرور کہنا پڑے گا۔ کون سی آفت آجائے گی اگر معترض صاحب اس جملہ کا یہ مطلب نکالنے کے بجائے کہ دوسرے کسی کی زبان سے حق نکلتا ہی نہیں، یہ مطلب لیں کہ جو لوگ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے ایماندارانہ یا گروہ بندانہ اختلاف بہت سے مسائل میں کر رہے تھے، اور معلوم ہے کہ کر رہے تھے بلکہ گروہ بندانہ اختلاف والوں نے تو آفت مچا رکھی تھی، اور آج تک مچائے ہوئے ہیں۔ ان اختلاف والوں ہی کے مقابلے

ہیں اور ان ہی مسائل کے سلسلے میں جن میں اختلاف کیا جا رہا تھا، اپنے مؤقف کی صحت کا اطمینان اپنے آمیوں کو دلانے کے لئے یہ بات بعض موقعوں پر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے نکلی تھی۔ کیا آفت آجائے گی اگر ارشد صاحب اسی سیاق وسباق میں اس قول کو دیکھیں اور اس محدود دائرہ ہی میں اس کا مطلب محدود رکھیں؟

اور اگر کسی کو دین اور اہل دین کے بارہ میں کچھ واقعی معلومات ہوں تو اس کے لئے اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہ ہونا چاہیئے۔

مقامِ تجدید دین میں ایک اصطلاح "تجدید" اور "مجددین" کی ہے یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ابو داؤد شریف کی مشہور روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مأۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (باب ما یذکر فی قرن المأۃ)	اللہ تبارک وتعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسے اشخاص کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید (نکھار) کریں گے۔

ایک دوسری روایت میں جو المدخل للبیہقی کی ہے یوں ارشاد ہوا ہے۔

یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم بحوالہ المدخل للبیہقی)	(میرے لائے ہوئے) اس علم کے ہر اگلی نسل میں سے معتبر ومعتمد لوگ وارث وحامل ہوتے رہیں گے جو غلو پسندوں کی تحریفوں ملحدوں کی دسیسہ کاریوں اور جاہلوں کی غلط تاویلوں کو مٹاتے رہیں گے

اس بشارت نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ و بارک وسلم کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر قرن اور ہر صدی میں ایک یا ایک سے زائد مجددین کی جماعت مبعوث فرمائی۔ جن کو پچھلی چند صدیوں تک کے مصنفین سلام اپنی متعلقہ کتابوں میں نام بنام درج کرتے رہے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت امام شافعی، حضرت امام غزالی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم ان میں سے چند مشہور نام ہیں۔ خود ہمارے ملک کی خوش قسمتی سے اسی زمرہ کی ایک ہستی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ یہاں پیدا ہوئے اور نام ہی، "مجدد الف ثانی" پڑ گیا۔ آفاق عالم میں آپ کا شہرہ گونجا اور آپ کے تجدیدی کارنامے کی برکتیں آج تک ہند اور بیرون ہند میں دیکھی جارہی ہیں۔ آپ کے بعد اس ملک کے اتنے ہی شہرۂ آفاق دوسرے مصلح اور مجدد بزرگ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ہوئے جن کی اکثر اہم کتابوں کی زبان عربی ہونے کی وجہ سے عالم اسلام کو، نسبتاً زیادہ واقفیت کا موقع حاصل ہوا اور سلامی تاریخ کی مسلّم تجدیدی شخصیتوں میں آپ کا شمار ہے۔

یہ مجددین جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ ہیں۔ امت کے دینی انحرافات اور گمراہیاں مٹانے، فتنوں کا مقابلہ کرنے، مردہ سنتوں کو زندہ کرنے، بدعقیدگی و بدعملی کی کثافتیں زائل کرنے اور دین کا اصلی چہرہ نکھار کر اعتدال اور ترقیوں کی راہ ہموار کر دینے کے لئے اپنے اپنے زمانے میں مبعوث ہوا کئے۔ ان کے احوال و اقوال پر جن لوگوں کی نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ ان میں سے بہت سوں نے اس حقیقت کا اظہار بھی مختلف الفاظ میں کیا کہ وہ اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے اس مقام پہ فائز کئے گئے ہیں اور

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ان کے زمانہ میں ہدایت وسعادت اور نجات کا راستہ ان ہی کا راستہ ہے ۔

سیدنا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے اپنے اسی مقام کے بعض مکاشفات بعض ارادتمندوں کے نام قلم بند کئے تو کوڑ مغز، فتنہ پرداز اسے دعوائے پیغمبری بنا کر لے اڑے اور بادشاہ وقت جہانگیر کے سامنے کچھ اور سیای الاَشیں بھی اس میں ملا کر پوری فتنہ انگیزی کے ساتھ پیش کیا تو کچھ دن جیل خانے کی سنت یوسفیؑ آپ کے حصے میں آئی ۔ اور پھر سیدنا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تاریخ نے اپنے آپ کو پورے طور پر اس طرح دہرایا کہ اسی جہانگیر کا سر عقیدت سے جھکا اور جیل خانے کی جگہ رشک ہی مجلس آپ کے مبارک وجود سے فیض پانے لگی ۔

ہمارے معترضین چونکہ سیدنا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے تجدیدی کام کا خاص تعلق توحید وسنت اور شرک و بدعت سے ہونے کی وجہ سے ان سے کچھ دل میلا رکھتے ہیں اس لئے ہم ان کے ایسے اقوال یہاں پیش نہیں کریں گے ۔ لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے بارے میں یہ بات نہیں ہے ۔ لہذا ان کے کچھ ارشادات سنئیے !

(۱) رأیتنی فی المنام قائم الزمان اعنی بذالك ان اللہ تعالٰی اذا اراد شیئا من نظام الخیر جعلنی کالجارحۃ ......

(فیوض الحرمین مع سادات کونین ص۸۹)

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قائم الزمانؑ ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰے جب خیر کے کسی نظام کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے ، اس ارادہ کی تکمیل کے لئے مجھے وہ بمنزلہ آلۂ کار بنا لیتا ہے ۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

(۲) قد من الله سبحانه علیّ
وعلی اهل زمانی بان منحنی
طریقا من السلوك هی اقرب
الطریق ..... وفهمنی ربی جل
جلاله انا جعلناك امام هذه
الطریقة واوصلناك ذروة
سنامها وسددنا طرق
الوصول الی حقیقة القرب
کلها غیر طریقة واحدة و
هی محبتك والانقیاد لك
فالسماء لیس علی من عاداك
بسماء ولیست الارض علیه
بارض.......
(تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص ۱۲۵)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر اور میرے
اہل زمانہ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ
مجھے سلوک کا ایک ایسا طریقہ عطا
کیا جو تمام طریقوں میں اقرب ہے
...... اور مجھے میرے رب نے سمجھا
دیا کہ ہم نے تجھ کو اس طریقے کا امام
بنایا اور اس کی بلند ترین چوٹی تک
پہنچایا ہے اور حقیقتِ قرب تک
پہنچنے کے تمام راستوں کو سوائے
ایک راستے کے بند کر دیا ہے اور وہ
راستہ تیری محبت اور اطاعت کا
راستہ ہے پس اس کے لئے آسمان
آسمان نہیں اور زمین زمین نہیں
جو تجھ سے عداوت رکھے !!

حدیث کے الفاظ آپ پڑھ چکے ہیں ان میں " ان اللہ یبعث " کا لفظ ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ مجددین مامور من اللہ ہوتے ہیں اور اس لئے اپنے اس منصب سے آگاہ ہوتے ہیں ان کی بعثت بلاشبہ نبی کی بعثت جیسی تو نہیں ہوتی کہ وہ ضرور اپنے اس منصب کا اعلان کریں اور دوسروں پر ان کی تصدیق واجب ہو ۔ لیکن ایک تکوینی انتظام کے طور پر ہوتا یہی ہے کہ جس زمانی و مکانی دائرے میں یہ حضرات مبعوث ہوتے

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ہیں۔ اس زمان و مکان سے تعلق رکھنے والی امت کی سعید روحیں ان کی طرف کھنچتی او ان کی تجدیدی ہدایت کو آنکھوں سے لگاتی ہیں۔ کیوں کہ انتظام تجدید سے جو مقصود ہے یعنی دین کی تجدید اور فتنوں سے حفاظت۔ اس کیلئے یہ دوسری بات یعنی انتظام قبولیت بھی ضروری ہے۔ بہر حال ان حضرات کی طرف سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح، کوئی اعلان عام تو ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن مامور ہونے کی بنا پر یہ اظہار حقیقت کے حقدار ضرور ہوتے ہیں اور اس لئے جہاں ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں انکسار کو ان کی راہ میں حائل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔

چنانچہ جہاں ان کا کلام اور ان کی تصنیفات دیکھنے والوں کو ایک طرف انتہائی عجز و انکسار اور فروتنی کی باتیں ملیں گی وہاں کہیں کہیں کم اور بیش اپنے مامور من اللہ اور مستحق اقتدار و اتباع ہونے کا اظہار بھی ملے گا لیکن یہ منکرین اور معاندین کے سامنے نہیں ہوتا بلکہ صرف معتقدین کے سامنے ہوتا ہے اس لئے کہ اس کا مقصد ان لوگوں کے دلوں میں اپنی اقتدار و اتباع پر کامل اطمینان اور شرح صدر پیدا کرنا ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک ایسے مقتدا کے جس پر اعتقاد و اعتماد ہو ایسے الفاظ ایک موثر ترین ذریعہ ہیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جو عبارتیں اوپر نقل ہوئیں وہ خدانخواستہ اپنی عظمت و بزرگی جتانے کے لئے نہیں بلکہ اسی قبیل سے ہیں یعنی جو لوگ حسن اعتقاد اور حسن ظن رکھتے ہیں ان کی توجہ اور دلچسپی اپنے تجدیدی کاموں کی طرف بڑھائی جائے۔ اور انہیں معاونت و رفاقت میں سرگرم کیا جائے۔

یہ بات اگر آپ کی سمجھ میں آگئی ہے اور آپ نے جان لیا کہ مجددین امت کے یہاں ایسے بیانات بھی ملتے ہیں اور ان میں کوئی مضائقہ نہیں۔ تو اس کے بعد آپ کسی شخصیت

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کے بارے میں یہ تو گفتگو کر سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے یا نہیں لیکن یہ کہنے کی گنجائش نہیں ہوگی کہ "ایسی باتیں کہنا ایک امتی اور نائب رسول کی حد سے تجاوز ہے"۔ یہ لوگ مبعوث من اللہ اور بمنزلہ آلۂ کار ہونے کے اس کی حفاظت و نگہداشت میں ہوتے ہیں ان کے منہ سے ایسی کوئی بات نکلنے نہیں دیجاتی جو بجائے ہدایت کے ضلالت کا سبب بن جائے۔ یہ وہ بات ہے جو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ جیسے صاحب علم اور صاحب مقام نے صراحۃً فرمائی ہے۔ "احیاء علوم الدین" میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض العلماء يد الله على افواه الحكماء لاينطقون الابما هيأ الله لهم من الحق۔

(احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۶)

اور بعض علماء کا قول ہے کہ حکماء کے منہ پر اللہ تبارک و تعالٰے کا ہاتھ ہوتا ہے ان کے منہ سے صرف وہ حق ہی نکلتا ہے جو اللہ تعالٰی ان پر کھولتا ہے۔

یہ حکماء کون ہوتے ہیں؟ وہ برگزیدہ علمائے ربانی جنہیں حدیث میں محدثین کہا گیا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں حضرت امام فرماتے ہیں۔

وكان هذا هو معنى قوله عليه السلام ان فى امتى محدثين وان عمر منهم۔ (ص ۲۶)

اور گویا یہ عین مفہوم ہے قول آں صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کا کہ میری امت میں کچھ لوگ محدث ہوں گے اور عمر انہیں میں سے ہیں

اور اس حدیث "محدثین" کی تشریح میں ہمیں اور کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے بارے میں اس سے زیادہ مشہور الفاظ والی

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

حدیث پاک وہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے۔

الحق ینطق علی اللسان عمر | عمر کی زبان پر حق ہی بولتا ہے۔

تو یہ ہیں محدث کے معنے (جسے عام فہم الفاظ میں "ملہم" بھی کہا جاتا ہے) اور حدیث پاک ہی سے معلوم ہوگیا کہ یہ "مقام محدثیت" سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم نہیں ہے بلکہ امت میں اور بھی ایسے برگزیدہ افراد ہوتے رہیں گے (وان من امتی محدثین) مجددین بھی اس نعمت سے نوازے جاتے ہیں۔

اب آیئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کی طرف کہ۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

جیسا کہ ہم نے کہا تھا اس میں "اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں" کا فقرہ خود ان تمام خرافات کی راہ مار دینے والا ہے جو کم فہموں یا عیب جوؤں کے دل میں اس عبارت پر ابل سکتی تھیں لیکن یہی تنہا بات نہیں ہے جس موقع پر "تذکرۃ الرشید" کے مؤلف نے حضرت والا کا یہ قول نقل کیا ہے وہ موقع آپ کے تجدیدی مقام کے بیان ہی کا موقع ہے بیان ہو رہا ہے۔

"حق تعالیٰ کے چاہیتے (چہیتے) پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرحومہ امت میں جن خوش نصیب اور پاک طینت حضرات کو مرتبہ قرب و ولایت کیساتھ نوازا گیا اور سچے ایمان کی حلاوت اور اطمینان کے ساتھ یقین و اذعان کی روشنی جن کے قلوب میں ڈالی گئی ان میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کے

دل فیض منزل کو ایک خاص خصوصیت کے ساتھ یہ اندرونی لذت عطا ہوئی۔ جس کا ثمرہ یہ تھا کہ زمانے کے صاحب نسبت مشائخ اور اہل دل، حجاز طریقت اولیاء اللہ کے آپ سردار تھے عالم کے ہادی اور راہبر نائبین رسول کے گروہ کی سیادت آپ کے حوالے کی گئی تھی" الخ

آگے اسی طرح کی چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں۔

"احتمال خطا اور امکان زلت کے درجہ میں درجہ میں آپ یقیناً بشر تھے مگر ہادی و راہبر عالم ہونے کی حیثیت سے چونکہ آپ اس بے لوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بطلائی پیغمبر کی میراث ہے اس لئے آپ کی قدم قدم پر حق تعالٰے کی جانب سے نگرانی و نگہبانی ہوتی تھی آپ اولیاء اللہ کے اس اعلیٰ طبقہ میں رکن اعظم بن کر داخل ہوتے تھے جن کے اقوال و افعال، اور قلب و جوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی ہے اور جن کی زبان اور اعضاء بدن کو تائید و توفیق خداوندی نے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے لئے اپنی تربیت و کفالت میں لے رکھا ہے آپ نے کئی مرتبہ یہ الفاظ بحیثیت تبلیغ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے "سن لو حق وہی ہے ! .... الخ

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

یہ اپنے زمانے کی پیشوائی اور مقام تجدید کا ہی بیان ہے یا کچھ اور ؟ اس پر آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو مولانا رشید احمد صاحب کا یہ مقام تسلیم نہیں۔ لیکن اس مقام تجدید کے بارے میں اوپر جو حقائق مستند حوالوں سے گوش گزار کر دیئے گئے ہیں ان کے بعد یہ کہنے کی کوئی گنجائش کسی کے لئے نہیں رہتی کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالٰے

علیہ کا یہ قول نیابت رسول کی حد سے تجاوز اور دوسرے تمام پیشوایان اسلام کی ، توہین ہے . لیکن جاہلوں کو خبر تو ہو کہ مقامِ تجدید بھی کوئی چیز ہوتی ہے اور کیا ہوتی ہے؟

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ارشاد کی وضاحت میں ہم نے یہاں تک جو کچھ عرض کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ممدوح کو یقین تھا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں ، کتاب وسنت کی روشنی میں اور دلائل شرعیہ کی بنیاد پر کہتا ہوں اس لئے وہ حق ہے اور ہدایت ونجات اس کے اتباع پر موقوف ہے ۔ اور اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے جن ، بندوں کو تجدید دین واصلاحِ امت کے اس مقام پر فائز فرماتا ہے ان کا یہی حال ہوتا ہے ان کا دل اس یقین سے بھر دیا جاتا ہے کہ ان کا راستہ حق وہدایت کا راستہ ہے ۔

ہماری ان معروضات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے اس ارشاد اور تقویۃ الایمان کی اُس عبارت میں کوئی ٹکراؤ نہیں جس کو ارشد صاحب نے اسی سلسلہ میں "زلزلہ" کے ص۹۰ پر نقل کیا ہے اس میں تو حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اس بات کو شرک قرار دیا ہے کہ اللہ کیطرح کسی کو حکم دینے اور راہ ورسم مقرر کرنے کا حق دار سمجھا جائے اور اس کے کلمہ ہی کو اپنی سند سمجھا جائے ۔ یہ بات اور زیادہ صاف ہو کر سامنے آجاتی ہے . اگر یہ ارشد صاحب اس موقع کی تقویۃ الایمان کی پوری عبارت دیانت داری کے ساتھ نقل کر دیتے مگر یہ کیوں کرہوتا ؛ دھوکہ دہی اور بددیانتی پر ان لوگوں کا سارا کاروبار چل رہا ہے .

ناظرین کرام ! تقویۃ الایمان کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں ۔ حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں .

"یہی اصل دین ہے کہ اللہ ہی کے حکم پر چلیے اور کسی کا حکم اس کے مقابل ہرگز

نہ مانیے لیکن اکثر لوگ یہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسول کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی ان ہی باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص۴۳، ۴۴)

یہ ہے "تقویۃ الایمان" کی اصل عبارت، اس میں صراحتہً یہ بات کہی گئی ہے کہ اصل دین یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر چلا جائے اور اس کے مقابلے میں کسی کا حکم نہ مانا جائے لیکن بہت سے لوگ اس کے برخلاف اپنے پیروں کی رسول کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں، اسی طرز عمل کو حضرت شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرک قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہی ہے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور پوری جماعت دیوبند کا مسلک و موقف، اور کیا کوئی شخص ایمان کے دعوے کے ساتھ اس سے اختلاف کر سکتا ہے؟

بہرحال تقویۃ الایمان کی پوری عبارت سامنے آجانے کے بعد کسی کو اس کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس میں اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر بحث ارشاد میں کوئی ٹکراؤ ہے۔

(۴)

ارشد القادری صاحب نے "ارواح ثلاثہ" (مجموعہ روایات امیر شاہ خاں صاحب) کی ایک روایت درج کی ہے جس میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ آپ جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسئلہ چھڑا ہوا تھا تو اس موقع

پر آپ نے فرمایا۔

"تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا"

اسی طرح فرمایا کہ۔

"اتنے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ کے پوچھے نہیں کی۔ یہ کہہ کر اور جوش ہوا اور فرمایا کہ دل، عرض کیا گیا فرمایئے، مگر خاموش ہو گئے، لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا بس رہنے دو۔"

اس پر علامہ ارشد صاحب فرماتے ہیں۔

"یعنی معاذ اللہ اب خدا کا چہرہ دل میں تھا" (زلزلہ ص۹۶)

کس قدر جاہلانہ بات ہے! اگر آدمی جاہل مطلق نہ ہو تو اس میں "معاذ اللہ" کی کیا بات ہے؟ کیا معاذ اللہ! معاذ اللہ! خدا کا چہرہ اس آدمی کے نزدیک شیطان کا چہرہ ہے جسے مومن کے دل میں نہیں ہونا چاہیئے؟ یا لفظ چہرہ پر جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے قول میں اسے یہاں محذوف نظر آیا ہے، اعتراض ہے، اسے خبر نہیں قرآن میں کتنی ہی جگہ وجہ اللہ، وجہ اللہ کا لفظ آیا ہے، جس کے معنی چہرہ ہی ہیں۔

اس کے آگے اور شان علم دیکھئے، ارشاد ہوا ہے۔

"یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد حضور کا نور نہیں ہے بلکہ حضور سے خود حضور ہی مراد ہیں۔ کیوں کہ نور ایک جوہر لطیف کا نام ہے اس کے ساتھ ہم کلام ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں"

اگر آپ نے "زلزلہ" کا مطالعہ کیا ہے تو اس میں جابجا استبعاد اور تعجب کے اظہار کیلئے

لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہوگا ذرا ایک بار یہاں بھی پڑھ لیجئے۔ کیوں کہ ایسی طرفہ بات، آپ نے کم ہی سنی ہوگی: نور ایک جوہر لطیف ہے کا نام ہے اس کے ساتھ ہم کلام ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں"۔

اس کو جہالت سمجھا جائے یا حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ اور جماعت علماؒ دیو بند پر اعتراض کا جنون کہ یہ مسلّم حقیقت بھی یہاں علامہ ارشد صاحب کی نظر سے اوجھل ہوگئی کہ اللہ تبارک وتعالٰے جو مجرد نور ہے مادیت کا سایہ بھی اس کے پاس نہیں۔ اس نور ہی نور سے سیّدنا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کو ہم کلامی کا شرف حاصل رہا ہے۔ ہاں اگر اس کا انکار کر دیجئے تو یہ بات بھی کچھ با معنی ہو سکتی ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کے نور سے ہم کلامی نہیں ہو سکتی۔ اس کے بغیر تو یہ سراسر جاہلانہ اور احمقانہ بات ہے۔ ویسے آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کے بارے میں یہی بے معنی۔ عقیدہ رکھتے ہوں اور اس نور سے ہم کلامی و دل کی آبادی آپ کے یہاں کسی کا نصیب نہ ہو تو یہ محرومی آپ کو مبارک۔ ہمارا تو عقیدہ بھی یہی ہے اور اللہ تبارک وتعالٰے کی دین سے کم و بیش حال بھی یہی ہے کہ۔ ع " در دل مسلم مقام مصطفٰے است"

جہالت کے اس شاہکار کو دیکھ کر بہت سوں کو خیال ہوگا کہ ایسے فاضل بے بدل کی خرافات پر کیوں ہم اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مگر اس کا کیا کیجئے کہ شیطانی تلبیسات سے نپٹنے کے لئے اللہ تبارک وتعالٰے کو پیغمبروں جیسی بیش قیمت ہستیاں اتارنا پڑیں اور دجال کی سراپا شعبدہ بازیوں کا توڑ کرنے کے لئے بھی امام مہدی اور سیّدنا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول طے ہے۔ ان ہستیوں کے مقابلہ میں ہم کیا اور ہماری قیمت کیا؟

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

خیر! جیسا کہ اوپر کی مختصر گفتگو سے ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ دن رات عشق نبوی کے دعوے کرنے کے باوجود عاشقانِ صادق کے اس حال سے محروم ہیں کہ ؎

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار ، جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔

اس لئے یہ اس حال اور مقام کی تاثیر سے بھی آشنا نہیں ہیں۔ یہ جانتے ہی نہیں کہ جس وجود کے آئینہ دل کا حال یہ ہو گا کہ وہاں مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم ہو وہ وجود اگرچہ " نزدیکاں رابیش بود حیرانی " کے مقتضے سے اپنے آپ کو سراپا تقصیر دیکھتا ہو گا، مگر بشریت کے درجہ میں سب کچھ ممکن ہوتے ہوئے واقعہ میں اس سے کسی ایسی بات کا صدور بعید ہو گا جسے شرعی زبان میں منکر اور معصیت کہا جائے۔

اسی ناآشنائی کی بدولت یہ ارشد صاحب ایک فردِ جرم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر یہ عائد کرتے ہیں کہ ایک مدت تک حضور سے پوچھے بغیر کچھ نہ کرنے کی بات کہہ کر

" اپنے جسم وجوارح اور زبان وقلم کی ساری تقصیرات کو انہوں نے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے کیوں کہ یہ دعویٰ ہرگز ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ان ایام میں ان سے کوئی خلافِ شرع کام صادر نہیں ہوا! "

ہم نے جو بات اوپر عرض کی اسے زیادہ عام فہم پیرائے میں یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم سے ایسا ربطِ خاطر نصیب ہو جائے کہ ہر وقت حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کی معیت کا احساس ہوتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہ کوئی غلط کام اور غلط بات کر گزرے؟

صحبت کی تاثیر ہی اہل ایمان کے لئے یہ تھی کہ وہ اس صحبت کے لمحات میں خود کو بالکل اللہ تبارک وتعالےٰ کے سامنے محسوس کرتے تھے اور عبدیت کی عجیب وغریب کیفیت سے

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

سرفراز رہتے تھے کتنے ہی اصحاب کرام کا بیان اس پر شاہد ہے ۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم یہ نہیں سمجھتے تھے کہ یہ مدعیان عشق رسول اور دعوای داران طریقت وحقیقت ان کوچوں کی دولتوں سے محرومی کے علاوہ ان کے ادراک وتصور سے بھی اس درجہ عاری اور نابلد ہیں ۔

(۵)

اکابر دیوبند کی سیاسی تاریخ

یہ پانچویں بحث ۔ جو بزرگان دیوبند کی سیاسی تاریخ سے متعلق ہے ۔ میرے محترم بھائی مولانا عتیق الرحمن صاحب سنبھلی کے قلم سے ہے ۔ میں نے اس سلسلہ میں ارشد صاحب کے اٹھائے ہوئے سوالات پر کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے ان سے رجوع کیا تھا ۔ اور یہی چیز ان کے اس کتاب میں شریک ہونے کی تقریب بن گئی ۔ ارشد صاحب کی کتاب دیکھی اور پھر میرے جواب کا مسودہ ۔ یہ سب دیکھ کر کہا میاں ؟ ارشد صاحب نے یہ سب لا یعنی طومار باندھا ہے تم نے ناحق اس قدر علمی بحث کی زحمت اٹھائی خاص کر یہ سیاسی تاریخ والے سوالات تو ہر گز کسی خالص علمی بحث کے قابل نہیں ہیں ۔ لاؤ یہ مجھی کو دیدو ! تو ان کا جواب جیسا ہونا چاہیئے وہ میں ہی لکھ دوں ۔ میرے لئے یہ بہت ہی خوشی کی بات تھی چنانچہ انہی کے حوالے کر دیا ۔ پھر ان کا لکھا ہوا جواب جو دیکھا تو بڑی حسرت ہوئی کہ کاش یہ پوری کتاب انہی کے قلم سے ہوتی ۔ میں نے کبھی ان میں ان بحثوں سے دلچسپی نہیں دیکھی تھی اس لئے یہ خیال ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اس کتاب میں دلچسپی لینے پر

آمادہ ہوجائیں گے ۔ بہرحال پوری کتاب ان کے قلم سے ہونے کا تو موقع نکل گیا ۔لیکن جتنے حصے میں بھی ان کا قلم لگ گیا ہے وہ میرے لئے بڑی خوشی کا باعث ہے اسے میں ان کے نام کے اظہار کے ساتھ ہی کتاب میں درج کرنا زیادہ بہتر خیال کرتا ہوں ۔"

(عارف)

لگے ہاتھوں

مولانا ارشد القادری نے جماعت دیوبند کے مذہبی اصولوں کی "دورخی" ثابت کرتے کرتے "لگے ہاتھوں" (یہ خود ارشد صاحب کے الفاظ ہیں) ان کی سیاسی تاریخ بھی بگاڑنے اور دشمنان اسلام سے ان کے جانبازانہ جہاد و پیکار اور مسلسل معرکہ آرائی کی وہ تاریخ بھی مسخ فرمانے کی کوشش کی ہے جو کہ از کم برصغیر ہند و پاک میں آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور بیرونی دنیا کے اہل علم وخبر میں بھی ایک محترم و مسلّم حقیقت کا درجہ رکھتی ہے ۔ ؎

پتا پتا ، بوٹا بوٹا ، حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی جانے باغ تو سارا جانے ہے

مولانا صاحب خوش ہیں کہ انہوں نے بقول خود "لگے ہاتھوں" دیوبندیوں کو ایک اور کاری زخم لگا دیا اور وہ تلملا کے رہ گئے ہوں گے کہ ع

کہاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ !

مگر ہمیں بھی کچھ کم خوشی نہیں ہے کہ انہوں نے یہ "لگے ہاتھوں" والا وار کر کے لوگوں کو یہ بات منوانی حد سے زیادہ آسان کردی کہ موصوف اس کتاب "زلزلہ" کی تصنیف کے وقت بدترین ابلہ فریبی اور بہرنا کردنی کر کے رہنے کی قسم کھا کے بیٹھے تھے ۔ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ حق و صداقت کا جتنا خون وہ اس کتاب کے صفحات میں کر سکتے ہیں

اس میں کسر نہ چھوڑیں گے۔ ہر دجل، ہر فریب، ہر قطع و برید، اور ہر وہ غلط بیانی کام میں لائیں گے جس سے ان کے عوام فریب مذہبی کاروبار میں روڑہ بننے اور حقیقت دین وایمان بتانے والی جماعت دیوبند پر جتنی خاک بھولے عوام کی نظر میں اڑ سکتی ہو اڑ جائے۔ بلا سے پڑھے لکھوں میں ہنسی ہی اڑا کرے۔

مولانا صاحب اس "لگے ہاتھوں" والے وار میں حضرت مولانا نانوتوی نوراللہ مرقدہ کے ایک خادم (دیوانجی) کا ایک مکاشفہ سوانح قاسمی کے حوالے سے درج فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔

مجھے اس مقام پر اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا ہے کہ جو لوگ اپنا عیب چھپانے کے لئے دوسروں پر انگریزوں کی کاسہ لیسی اور ساز باز کا الزام عائد کرتے ہیں وہ گریبان میں منہ ڈال کر ذرا اپنے گھر کا یہ کشف نامہ ملاحظہ فرمالیں" (صـ۹۳)

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

اور بات کشف ہی تک محدود نہیں، تاریخی دستاویزات بھی اس امر واقعہ کی تائید میں ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نیاز مندانہ تعلقات اور رازدارانہ ساز باز دارالعلوم دیوبند اور منتظمین و عمائدین کا ایسا کارنامہ ہے جسے انہوں نے فخر کے ساتھ بیان کیا ہے" (ایضاً)

اور پھر نمونے کے طور پر "چند تاریخی حوالے" بھی سپرد قلم کر دیتے ہیں۔

پہلا تاریخی حوالہ ان تاریخی حوالوں میں ایک تو دارالعلوم دیوبند کے معائنہ کے لئے آنے والے ایک انگریز کی تحریر معائنہ کا اقتباس ہے

جسے سب سے پہلے نمبر پر دے کر مولوی صاحب نے ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

کا مصرعہ بڑے ذائقے کے ساتھ چست فرمایا ہے کیوں کہ اس اقتباس میں ایک جملہ ان کو نظر یہ پڑا کہ ۔

"یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد و معاون سرکار ہے"۔ ص ۹۴

مولوی صاحب کو اطمینان ہے کہ ان کے حلقے میں کوئی ایسا پڑھا لکھا اور اپنے ذہن سے سوچنے والا آدمی نہیں پایا جاتا جو یوں سوچے کہ یہ انگریز مدرسہ دیکھنے اور اہل مدرسہ سے ملنے آیا تھا نہ کہ لڑنے ۔ یہ کوئی انسپکٹر آف اسکولز بھی نہیں تھا جس کے حلقہ میں دیو بند کا مدرسہ آتا ہو ۔ اور مدرسہ کو اچھا برا جو جی میں آئے لکھ جائے اور ایسے معائنہ لکھنے والے اپنے نقطہ نظر سے تعریف ، اور ضرورت ہو تو تالیف و تقریب کی ہی بات لکھا کرتے ہیں ، چاہے اندر سے کچھ بھی خیال ہو ۔ اس لئے یہ گواہی "لاکھ پہ بھاری" تو کیا ہوتی سرے سے گواہی کہلانے کی بھی نہیں ہے ۔ بلکہ غور کیا جائے تو ، اس سے بالکل الٹی گواہی نکل رہی ہے کیوں کہ اس انگریز کو یہ فقرہ لکھنے کی (جسے علامہ ارشد القادری صاحب نے سر پہ رکھ کے رقص فرمایا ہے ، ضرورت ہی کیا پیش آئی تھی اگر یہ مدرسہ واقعہ میں موافق سرکار ہوتا ؟ یا کم از کم یہ بات مسلمہ سی نہ ہوتی کہ انگریز سرکار اسے اپنے خلاف سمجھتی ہے ؟ ایک مدرسہ جو حکومت وقت کا ممد و معاون ہو اس کے معائنے میں "لیفٹیننٹ گورنر کا ایک خفیہ معتمد انگریز" بطور تعریف یہ لکھے گا کہ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں ہے ؟ اتنا بڑا احمق انگریز گورنر کا معتمد خاص نہیں ہو سکتا یہ تو کسی معاون و وفادار ادارے کی تحسین و تعریف کی کوئی پسندیدہ صورت نہیں ہے

بلکہ اس کے لئے ایک شکایت پیدا کرنے کی صورت ہے کہ اسے خلاف سرکار سمجھے جانے کا بھی کوئی امکان مانا گیا جو نمائندہ سرکار ایسے خیال کو دفع کرنے اور ہمیں مطمئن کرنے کی ضرورت سمجھ رہا ہے کہ سرکار ہمارے ادارے کو اپنے خلاف نہیں سمجھتی۔ اس لئے کبھی نہیں سنا گیا ہوگا کہ کسی سرکار نے کسی کو وفاداری کا سرٹیفکیٹ دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہو کہ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔

الغرض مولانا قادری صاحب کو اپنے حلقے میں اس طرح سوچ سکنے والے آدمیوں کے نہ ہونے کا کامل اطمینان ہے اور دوسروں کے تاثرات سے یہ لوگ سروکار نہیں رکھتے ورنہ ان کے از خود سوچنے اور سمجھنے کی بات تھی کہ کوئی بھی آزاد ذہن کا اور سمجھدار آدمی ان کی اس تاریخ سازی کو پڑھے گا تو بجز اس کے کچھ نہیں کہے گا کہ قبلہ محترم! یہ گواہی انگریز حکومت سے دارالعلوم دیوبند کی وفاداری کی نہ ہوئی بلکہ الٹی اس بات کی ہوئی کہ یہ دارالعلوم حقیقت میں خلافِ سرکار تھا۔

لیکن الحمدللہ! کہ دارالعلوم دیوبند جس ادارہ کا نام ہے اسے کسی ایسی گواہی کی ضرورت نہیں۔ اس کی پوری صد سالہ تاریخ کا ایک ایک ورق اپنے کردار کا بہترین گواہ اور ہر خارجی گواہی سے بے نیاز کر دینے والا ہے۔ ورنہ اسی واقعہ کے اندر ایک اور گواہی یہ دکھائی جا سکتی ہے کہ علامہ ارشد القادری صاحب کو اس "تاریخی دستاویز" میں یہ کہیں نہیں ملا کہ "لاٹ صاحب بہادر" کے اس معتمد کی پذیرائی میں وہ وفادارانہ اور نیاز مندانہ انداز بھی کہیں برتا گیا ہو جس کے متعلق وہ "تاریخی دستاویزوں" سے ایک امر واقعہ ثابت ہونے کا دعوٰی رکھتے ہیں۔ ورنہ اصل دستاویز تو وہی ہوتی جس پر مولانا "مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری" کا مصرعہ چسپاں فرماتے!

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

مگر جیسا کہ ہم نے کہا ایسی گواہیوں کی ضرورت اسے ہے جس کا اپنا مثبت کردار کچھ کم روشن ہو۔

مولانا صاحب کو شاید معلوم نہ ہو کہ دارالعلوم دیوبند کو رام کرنے کے لئے گورنر صاحبان کے صرف معتمد نمائندے ہی نہیں آئے بلکہ بعض دفعہ گورنر صاحب نے بھی تکلیف فرمائی۔ لیکن اس پتھر میں جونک نہ ان سے لگی نہ ان سے لگی۔ البتہ ایسے مواقع سے یہ فائدہ ضرور اٹھایا گیا کہ دشمن اگر خود کو دھوکہ میں ڈالنے کا موقع دے رہا ہے تو اسے دھوکے میں رکھنے کا ہی رویہ اختیار کیا جائے۔

دوسرا "اتہلکہ خیز" حوالہ دوسرے نمبر پہ "سوانح قاسمی" کے حاشیہ سے موجودہ مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کے بیان کے دو ٹکڑے درج کئے گئے ہیں۔

(۱) "مدرسہ دیوبند کے کارکنوں میں اکثریت، ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی"

(۲) "گورنمنٹ کی طرف سے ایک انکوائری کے تذکرہ میں"

"اس وقت یہی حضرات آگے بڑھے اور اپنے سرکاری اعتماد کو سامنے رکھ کر مدرسہ کی طرف سے صفائی پیش کی جو کارگر ہوئی" (ص۹۵)

ہم نے کہا تھا کہ مولانا ارشد القادری صاحب اپنی اس کتاب کے لئے قلم اٹھاتے وقت یہ قسم کھا کے بیٹھے تھے کہ حق وصداقت اور دیانت کا جتنا خون وہ ان صفحات میں کرسکتے ہیں کر کے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کا ایک تہلکہ خیز بیان تصنیف کرنے کے لئے انہوں نے یہ ثواب کا کام خود ہی ٹوٹ کر کیا ہے۔

"سوانح قاسمی کے مصنف حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی اس بحث پر دارالعلوم کے بورج رواں کی حیثیت سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا نام شروع کے دور میں جو نمایاں نہیں ہوا تو اس کی وجہ سیاسی مصلحت تھی یا کچھ اور؟

حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم حاشیہ میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ اور جو کچھ بھی اس کی وجہ رہی ہو وقت کی سیاسی مصلحت بھی ضرور اس کی ایک وجہ ظاہر تھی۔ یہ حاشیہ کتاب کے ص۲۴۶ سے شروع ہو کر ص۲۴۷ تک گیا ہے یعنی ایک صفحہ سے زیادہ کا تھا۔ اس کی وہ چند سطریں یہاں پڑھ لینے کی ضرورت ہے جن میں قادری صاحب کی اصل مقصدی گفتگو درج ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اس وقت کے نازک حالات، حضرت والا کا وارنٹ، روپوشی، سرکاری دشمنوں کا پیچھے پیچھے لگا رہنا، پھر حضرت والا کے ان جذبات ونظریات کا ماضی سے زیادہ مستقبل کیلئے ہوتا جو اس وقت اجراء مدرسہ کی روح اور آج ایک مستقل مکتب خیال اور ملت کی تاریخ بنے ہوئے ہیں جن کی رو سے یہ مدرسہ تعلیمی ہونے کیساتھ ساتھ گویا اہل اللہ کی سیاست کا ایک مرکز بھی تھا کچھ ایسی باتیں نہ تھیں جو کلیۃً پردۂ خفا میں ہوں یا کم از کم بحیثیت مجموعی حکومت وقت کی نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوں ایسی صورت میں حضرت والا کا بحیثیت بانی یا بحیثیت کسی ذمہ دار عہدہ کے سامنے آنا بلاشبہ مدرسہ کو خطرات و مہالک کا شکار بنا سکتا تھا

اور ابتدا ہی سے حکومت وقت کی نگاہیں اس پر کڑی ہو جاتیں جس سے وہ حریت پرور مقاصد بروئے کار نہ آ سکتے تھے جن کے لیے یہ تاسیس عمل میں آئی تھی۔ ان حالات میں حضرت والا کا کسی رسمی ذمہ داری کی صورت میں سامنے نہ آنا اور سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہ ہونے کو نمایاں رکھنا ایک اچھی خاصی سیاسی مصلحت کی صورت ہو جاتی ہے"۔

(سوانح قاسمی حاشیہ ص۲۲۶)

اس کے آگے بحث کے اس نکتہ پر کلام کرتے ہوئے کہ اگر ایسا تھا تو عام ممبران یا ممتحنین کی فہرست میں بھی حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا نام کیوں آیا؛ قاری صاحب مدظلہٗ نے تحریر فرمایا ہے کہ اتنی بات سے کسی عہدے دارانہ ذمہ داری کی صورت نہیں ظاہر ہوئی۔ علاوہ ازیں اس فہرست میں ایسے حضرات کی اکثریت تھی۔

جو تارک الدنیا اور مسجد نشین بزرگ تھے جنہیں سیاست سے تو بجائے خود، عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پینشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی"۔ (ص۲۲۶،۲۲۷)

بعدازاں لکھتے ہیں۔

اس پر بھی مخالفین مدرسہ نے حضرت ہی کے تعلق کو بنیاد قرار دے کر مدرسہ کو حکومت وقت کی نگاہوں میں مشتبہ کر دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کو تحقیقات کرانی پڑی۔ اس وقت یہی حضرات آگے بڑھے اور اپنے سرکاری اعتماد کو سامنے رکھ کر مدرسہ کی صفائی پیش

کی جو کارگر ہوئی ۔ ورنہ اگر شخصی طور پر عہدیدارانہ ذمہ داریوں کے ساتھ حضرت والا آگے ہوئے ہوتے تو ظاہر ہے کہ مدرسہ کی طرف سے ان بزرگوں کی صفائی اور یقین دہانی کارگر نہ ہوسکتی تھی "۔ (صفحہ ۲۴)

یہ ہے حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے اس بیان کی اصلی صورت جسے ایک تہلکہ خیز دستاویز" بنانے کے لئے حضرت مولانا ارشد القادری صاحب نے اس میں سے صرف وہ فقرے لے کر اپنی کتاب میں درج کر دیئے ہیں جن پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے ۔ مگر کیا کوئی صاحب آدمیوں کی دنیا میں ایسے ہیں جو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے بیان کی یہ اصل صورت دیکھنے کے بعد بھی ، اس بیان کی رو سے دارالعلوم دیوبند اور اس کے اصل ذمہ داروں کو انگریزوں سے نیازمندانہ اور سازبازانہ تعلقات رکھنے کا مرتکب کہنے کی ہمت فرما سکیں ۔

ہم کن الفاظ میں اپنی اس تکلیف کا اظہار کریں کہ جناب قادری صاحب نے محض گروہ بندانہ بغض وعناد میں خدا ناترسی کا یہ ریکارڈ قائم کر کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع دیا ہے کہ یہ عبا و قبا اور جبہ و دستار والے پیشوایان ملت و مذہب بھی کس گھٹیا درجہ تک کر تبی ہوسکتے ہیں ! ہم کہہ چکے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند اور جماعت دیوبند کا معاملہ انگریزوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے کہ جس پر کوئی مدعی غبار اڑانے میں کامیاب ہوسکے ۔ یہ چاند پر تھوکنا اور سورج پر خاک اڑانا ہے جس کا نتیجہ ازل سے ایک ہی رہا ہے ۔ ایک پوری تاریخ کو جو ہزاروں افراد کے جہاد و پیکار ، قید و بند مصائب و آلام اور جہد مسلسل کے واقعات سے بنی اور اس ملک کے چپہ چپہ پر ہی نہیں اس سے باہر بھی خون اور پسینے کی روشنائی سے لکھی گئی اور ۱۹۴۷ء تک تسلسل کے

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ساتھ لوگوں کی نظروں سے گزری۔ ایسی تاریخ کو ایک ارشد القادری نہیں ہزار، دس ہزار قادری بھی چاہیں تو اسے چھپا دینے یا مسخ کر دینے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اس سے بھی آگے سن لیجئے۔

کہ اگر خود دیوبند والوں کی کسی کتاب میں بھی اس تاریخ کی عام شہرت کیخلاف کچھ لکھا ہوا ہے تو اس کی مدد لے کر بھی اس برحق شہرت کا تختہ الٹ پلٹ ڈالنے کی کوشش ایک دیوانگی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔ ارباب جہاد و پیکار کی تاریخ میں ایسے نازک وقت بھی آتے ہیں کہ دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے اصلی کردار کو چھپانا پڑتا ہے اور صاف گفتاری کے بجائے مصلحت کی زبان اور قلم سے کام لینے کا تلخ گھونٹ پینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسے ارشد القادری صاحب جیسے لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کے کنبے، قبیلے میں بھی کسی نے ان خار دار وادیوں کی سیر نہیں کی۔ لیکن اس راہ کے تمام رہرووں کی تاریخ میں ایسے اوراق کہیں نہ کہیں ضرور ملتے ہیں۔ ایسا ہی وہ ایک وقت تھا جب ۱۸۵۷ء کے جہاد کا پانسہ انگریزوں کے حق میں پلٹ جانے کے بعد، دیوبند کے بزرگوں نے دارالعلوم کے نام سے ایک نئے محاذ کی بنا ڈالی تو اس کے روح رواں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے آپ کو پیچھے رکھ کر ایسے لوگوں کو سامنے رکھا جن پر انگریز حکومت کو شک و شبہ کی نظر ڈالنی مشکل ہو۔ اسی طرح جب اسی نزاکت کے دور میں کچھ آگے چل کر بعض لوگوں نے ان بزرگوں

لہ ان حضرات کے لئے جو الفاظ حکیم الامت حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے لکھے ہیں۔ اور قادری صاحب نے نقل کئے ہیں وہ صرف یہی ہیں کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میں سے کسی کے حالات سپرد قلم کئے تو اس وقت بھی ان کے قائم کئے ہوئے ادارہ دل اور نئے ڈھنگ کے تعلیمی سلسلوں سے گورنمنٹ کی نظر ہٹائے رکھنے کے لئے مصلحت یہی تھی کہ ان کے جہاد و پیکار کے حالات انگریزوں کے خلاف ان کے سخت جذبات دھیمے اور ذو معنی الفاظ میں لکھے جائیں اور اس بات کو ان کتابوں کا ہر پڑھنے والا بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ اسی لئے آج

؎ گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی" ان الفاظ سے "انگریزوں کے ساتھ نیاز مندانہ تعلقات اور رازدارانہ ساز باز" کی بو کسی ایسے ہی شخص کو آسکتی ہے جس کے فساد نیت نے اس کے تمام حاسوں میں نہایت بودار فساد پیدا کر دیا ہو کیونکہ یہ جس وقت کی بات ہے یعنی اس ۱۸۵۷ء کے کچھ ہی بعد کی، جس میں فتح یاب ہو کر انگریزوں نے سارے ملک میں مسلمانوں پر وہ قیامت توڑی تھی کہ رگ رگ سے خون بہتا تھا، ہر طرف پھانسیوں کی گرم بازاری، تھی، اندھا دھند ہنگامہ دار و گیر بپا تھا۔ گلی کوچوں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے اور ہر مسلمان کے دل سے خون میں ڈوبی ہوئی آہیں مدتوں تک نکلتی رہی تھیں، ایسے میں کون بدنصیب مسلمان ہوگا جو ان ظالموں سے "رازدارانہ ساز باز اور نیاز مندانہ تعلقات" رکھنے کا روادار ہو۔ اور پھر وہ بھی وہ لوگ جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ جیسے مجاہدین ۱۸۵۷ء کے گرد جمع ہونے کا حوصلہ رکھتے ہوں!!! یہ وقت تو ایسا تھا کہ سرسید جیسا آدمی بھی جس نے مسلمانوں کو انگریزوں سے وفاداری کی عمر بھر تلقین کی "اسباب بغاوت ہند" لکھ کر ان ظالموں کے خلاف چیخ پڑنے پر مجبور ہوا اس لئے ہم تو اس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر کسی نیاز مند سرکار کا تصور بھی نہیں

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

تک کسی کو یہ خبط لاحق نہیں ہوا کہ ایسی عبارتوں کی بنیاد پر اصل حقیقی اور جیتی جاگتی تاریخ کے منہ آئے۔

تیسری یورش

یہاں تک جو کچھ عرض کر دیا گیا اس کے بعد ضرورت تو نہیں رہ جاتی کہ "لگے ہاتھوں" والے وار میں مولانا صاحب نے تیغ آزمائی کے او

کر سکتے۔ ہاں مولانا ارشد صاحب کے اوپر والوں میں ایسے لوگ اس وقت بھی پائے گئے ہوں تو ان کا اسے بعید نہ سمجھنا ٹھیک ہے۔ جناب ارشد القادری صاحب میں اگر کچھ ہوش و گوش ابھی باقی رہ گیا ہو تو ہم انہیں پیر دانا حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کی نصیحت یاد دلائیں گے کہ ہر جگہ گھوڑا دوڑانے کی نہیں ہوتی ہے

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن

وہ کہاں اس تاریخ جہاد و پیکار کی باتوں میں اپنی ہنسی اڑوانے داخل ہو گئے ان کے لئے مذہبی فتنہ انگیزی، اور گندم نمائی جو فروشی کا میدان ہی بہت ہے محبت رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ وبارک وسلم کے دعوے کر کے سچے محبوں کے خلاف لوگوں کو ورغلایا کریں۔ نذر و نیاز اور عرس و میلاد کے حق میں نکتے تراش کر عوام کو دام فریب میں پھنسایا کریں۔ ان موضوعات پر کتابیں لکھیں جن پر عام پڑھے لکھے خود کوئی رائے قائم کرنے کی معلومات نہیں رکھتے۔

لیکن ان تاریخی باتوں میں قلم فرسائی تو اہل علم و دین ہی میں نہیں ان عام پڑھے لکھوں میں بھی ان کا مضحکہ بنوا دے گی۔ ؎

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

جتنے جوہر دکھاتے ہیں ان پر بھی الگ سے کچھ کہا جائے مگر مختصر کچھ کہہ جانے میں مضائقہ بھی نہیں، لہٰذا اور سنئیے:

اسی سوانح قاسمی میں جس کے ایک حاشیہ پر اوپر کی گفتگو ہوئی، ایک واقعہ صاحب سوانح حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مقام ولایت کے تذکرہ میں اس بات کی مثال کے طور پر درج ہوا ہے کہ اگرچہ آپ اپنے مرتبہ کو بے حد چھپانے کا مزاج رکھتے تھے اور خاص کر باطنی قوت کا استعمال کبھی اپنی یا اپنے اہل خانہ و اقارب کی ضرورتوں میں بھی نہیں کرتے تھے مگر کبھی کسی بیچارہ غریب کا کام آپڑے تو پھر آپ کا حال دوسرا ہوتا تھا اور اس قوت کے استعمال میں کوئی تکلف نہ فرماتے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ۔

ایک دفعہ دیوبند سے نانوتہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کا خاص حجام راہ میں آتا ہوا ملا، جو آپ ہی کے پاس جا رہا تھا اس نے صورت عرض کی کہ

تھانہ دار نانوتہ نے ایک عورت کے بھگانے کا جرم مجھ پر لگا کر چالان کا حکم دیا ہے، میں بالکل بے خطا ہوں خدا کے واسطے مجھے بچائیے " اس کے بعد راوی کا بیان ہے کہ آپ نے نانوتہ پہنچ کر مسجد میں بیٹھتے ہی " مجھ سے فرمایا کہ منشی محمد یٰسین کو بلاؤ " جو آپ کے خاص کار پرداز تھے ان منشی محمد یٰسین صاحب کے آتے ہی۔

عجب شان جلالی سے فرمایا کہ اس غریب حجام کو تھانہ دار نے بے قصور پکڑا ہے تم اس سے کہہ دو کہ یہ (حجام) ہمارا آدمی ہے اس کو چھوڑ دو، ورنہ تم بھی نہ بچوگے اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالوگے تو تمہارے ہاتھ میں ہتھکڑی پڑے گی "

منشی محمد یٰسین صاحب تھانہ دار کے پاس پہنچے اور حضرت کا ارشاد سنایا جس پر اس نے

گھبراکر کہا۔ " اب کیا ہو سکتا ہے روزنامچہ میں اس کا نام لکھ دیا گیا ہے "

یہ بات حضرت تک پہنچی تو منشی محمد حسین صاحب کو پھر یہ حکم دے کر واپس فرمایا کہ ۔

" جا کر کہہ دو کہ اس کا نام روزنامچے سے نکال دو "

اس پر وہ غریب بہت پریشانی میں پڑ کر خود حضرت کی خدمت میں یہ کہنے کے لیے حاضر ہوا کہ

" حضرت نام نکالنا بڑا جرم ہے اگر نام اس حجام کا نکالا تو میری نوکری جاتی رہے گی "

آپ نے فرمایا ۔

" اس کا نام روزنامچے سے کاٹ دو تمہاری نوکری نہیں جائے گی "

آگے راوی کا کہنا ہے کہ ۔

اس حجام کو اس نے چھوڑ دیا اور برابر تھانہ داری رہا "

(سوانح قاسمی جلد اول ص۳۴۰ تا ۳۴۲)

اس واقعہ کا حوالہ دے کر قبلہ ارشد القادری صاحب فرماتے ہیں کہ ۔

" مولوی قاسم صاحب نانوتوی اگر انگریزی حکومت کے باغیوں میں تھے تو ، پولیس کا محکمہ اس قدر ان کے تابع فرمان کیوں تھا ؟

کیوں تھا ؟ یوں تھا ۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کے تابع فرمان تھے ! اور جو اللہ تبارک وتعالےٰ کے " تابع فرمان " ہو جاتے ہیں ان کی یہی شان ہوتی ہے ! من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ ، جو اللہ تعالےٰ کا ہو جاتا ہے ، اللہ تعالےٰ اس کا ہو جاتا ہے ، کیا یہ مشہور حدیث بھی مولانا قادری صاحب نے نہیں پڑھی ؟ اور وہیں حاشیہ میں جہاں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے متعلق یہ حکایت درج ہوئی ہے ۔ مصنف (مولانا گیلانی علیہ الرحمۃ

نے بخاری شریف کی ایک روایت کا جو ترجمہ درج کیا ہے وہ بھی مولانا صاحب کی نظر سے بالاتر ہی رہا۔ یہ کہ

"بندہ جب اپنے خالق کا محبوب بن جاتا ہے، تو ارشادِ ربانی ہے کہ میں اس کی بینائی ہوجاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے۔ اس کی شنوائی ہوجاتا ہوں، جس سے سنتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں، جن سے پکڑتا ہے۔ اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے چلتا ہے۔"

(ج ۱ - ص۲۲۳)

ہم بتا چکے ہیں کہ یہ حکایت حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے مقام ولایت کے تذکرہ میں درج ہوئی ہے۔ بس چاہیئے تو یہ تھا کہ قادری صاحب اس بات کا ذکر کرکے یہ حکایت وہاں درج کرتے جہاں انہوں نے حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی کرامتوں کی روایات درج کی ہیں اور پھر کہتے کہ لیجئے صاحب یہ لوگ اپنے بزرگوں کے لئے تو خدائی میں بھی دخل مانتے ہیں۔

لیکن قسمت کو تو یہ منظور تھا کہ قادری صاحب کی عقل وخرد کا اور دیانت و صداقت کا پردہ ذرا اچھی طرح چاک ہو اس لئے انہوں نے اس حکایت کو بانی دارالعلوم کی اعلیٰ انگریز حکام سے "ساز باز" ثابت کرنے کے لئے منتخب فرمایا۔

رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ کس درجے کے سیدھے اور بے خبر لوگوں کا طبقہ ان علماء کرام کے ہاتھ لگا ہے کہ اوندھی سے اوندھی بات کہتے اور لکھتے ہوئے بھی انہیں ڈر نہیں ہوتا کہ کوئی اس پہ ہنس دے گا۔ بھلا کوئی تک ہوئی کہ قصبہ کے تھانیدار نے ایک بات مان لی تو اس سے انگریزوں سے ساز باز ثابت ہوگئی! ٹھیک ہے کہ تم تو ان بزرگوں کو

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اپنی کم نصیبی سے، صاحب ولایت نہیں مان سکتے۔ لیکن اس کے ماننے میں بھی کونسی دقت ہے کہ یہ تھانیدار جو اسی قصبہ کا تھانیدار تھا انہیں خدا رسیدہ بزرگ مانتا ہو؟ یا اس علاقہ میں جو ان کی وجاہت تھی محض اس کا لحاظ کرنے پر ہی مجبور رہو؟

ان میں سے کون سی بات ایسی ہے جو نہیں ہوسکتی؟ جب کہ اس کے برعکس "اوپر کے حکام" اور وہ بھی "مرکزی حکام" سے "ساز باز" والے تعلقات کا علم ایک ہندوستانی تھانیدار ہونے کی بات کسی تھوڑی سی عقل والے کی بھی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کھلے تعلقات ہوں تو ضرور ایک تھانیدار بے چارہ بھی واقف ہوسکتا ہے مگر ڈھکے چھپے اور ساز باز والے تعلقات ہوں تو اس کی خبر اس بے چارہ کے فرشتوں کو بھی ہونے سے رہی۔ مگر واہ رے مولانا قادری صاحب! یہ سیدھی سیدھی باتیں پس پشت ڈال کر چلے ہیں کہ اسے تو "انگریزوں کے خلاف دیوبندی اکابر کے افسانہ جہاد و بغاوت کی پوری بساط

الٹ دینے والی سنسنی خیز کہانی"[1] بنا کے چھوڑیں گے!۔

حالانکہ جہاں تک آپ کے مریدوں اور معتقدوں کا سوال ہے ان کے لئے تو کسی کہانی کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف آپ فرمادیجئے کہ دیوبندی جو کچھ جہاد و بغاوت کی باتیں کرتے ہیں سب افسانہ ہیں۔ وہ بیچارے مان لیں گے لیکن جنہیں دلیل و ثبوت کی ضرورت ہے وہ آپ کی اس سستی "سنسنی خیزی" پر ہنس دیں گے کہ کیا "دو آنے والا جاپانی طمنچہ" مولانا صاحب شیروں کا شکار کرنے کے لئے لائے ہیں؟ ایک طرف جیتی جاگتی اور غلو پسند بریلویوں کو چھوڑ کر، مسلم وغیر مسلم سب کی مانی ہوئی حقیقت ہے اور دوسری طرف یہ، تھانے دار کی کہانی! ہائے ری کم سوادی! اور ہائے ری کج ادائی!! اگر ان مولانا صاحب کو اس معاملے میں مشراوک کہا جائے تو بالکل موزوں ہوگا۔ انہی کی طرح ایک مسٹر لعک

[1] زلزلہ صفحہ ۹۶،

ہندوستان میں ہیں جو روز مضامین لکھتے ہیں کہ تاج محل مغل بادشاہ نے نہیں ہندوؤں نے بنوایا تھا۔ لال قلعہ اس بادشاہ کا بنوایا ہوا نہیں تھا۔ قطب کی لاٹ بھی مسلمانوں کا کارنامہ نہیں ہے۔ وغیرہ ذالک من الھفوات۔

ایک سوال جو سر چڑھ کر پکارتا ہے

سوانح قاسمی جلد دوم سے ایک عبارت لے کر سوال فرمایا گیا ہے کہ۔

"جب حضرت خضر کی صورت میں نصرت حق انگریزی فوج کے ساتھ تھی تو ان باغیوں کے لئے کیا حکم ہے جو حضرت خضرؑ کے مقابلہ میں لڑنے آئے تھے؟ کیا اب بھی انہیں غازی اور مجاہد کہا جا سکتا ہے۔

(زلزلہ صہ ۹۹)

سوانح قاسمی کی وہ عبارت ایک روایت کے ذیل میں ہے۔ روایت کے راوی ہیں نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب شیروانی اور جن کے بارے میں روایت ہے وہ ہیں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ یعنی نہ یہ خاص معنٰی میں دیوبندی اور نہ وہ دیوبندی، تعلق دونوں بزرگوں کو دیوبند کے بزرگوں سے بھی تھا، اور دیوبند کے بزرگوں کو ان دونوں سے۔ بلکہ حضرت گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے بعض بزرگان دیوبند کا ارادتمندانہ تعلق رہا ہے اور ان کے مزار کو بریلی والے بھی مانتے ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو۔ مگر دیوبندیوں پر وار کرنے کے جنون میں جیسے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر ہاتھ صاف کئے گئے ویسے ہی حضرت گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ بھی اس جنون کی زد سے نہیں بچ پائے۔ ان کے متعلق سوانح قاسمی کے مصنف مولانا

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت نواب صدر یار جنگ کے حوالے سے یہ درج کی ہے کہ۔

۱۸۵۷ء میں، انگریزوں کے مقابلے میں جو لوگ لڑ رہے تھے ان میں حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اچانک ایک دن مولانا کو دیکھا گیا کہ بھاگے جا رہے ہیں اور کسی چوہدری کا نام لے کر جو باغیوں کی فوج کی افسری کر رہے تھے، کہتے جاتے تھے کہ لڑنے سے کیا فائدہ، خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پا رہا ہوں"۔

دوسری ایک روایت اسی سلسلے میں انہی راوی نے مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ بیان فرمائی کہ "غدر کے بعد جب گنج مراد آباد کی ویران مسجد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب جا کر مقیم ہوئے تو اتفاقاً اسی راستے سے جس کے کنارے مسجد ہے، انگریزی فوج گزر رہی ہے۔ مولانا مسجد سے دیکھ رہے تھے اچانک مسجد کی سیڑھیوں سے اتر کر، دیکھا گیا کہ انگریزی فوج کے ایک سائیس سے ...... باتیں کر کے پھر مسجد واپس آ گئے"۔ اس کے آگے راوی (نواب صدر یار جنگ) کا بیان ہے کہ۔

اب یاد نہیں رہا، پوچھنے پر یا از خود فرمانے لگے کہ سائیس جس سے میں نے گفتگو کی تھی یہ خضر تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ تو جواب میں کہا کہ حکم یہی ہوا ہے"۔

اس کے بعد مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

"یہ روایت نواب صاحب سے سنی ہوئی ہے۔ باقی خود خضر کا مطلب کیا ہے؟ حضرت حق کی مثالی شکل تھی جو اس نام سے ظاہر ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کی کتابیں پڑھتے گویا جو کچھ دکھایا جارہا تھا یعنی انگریزوں کا غلبہ ہی،

"اسی کے باطنی پہلو کا یہ مکاشفہ تھا"

(حاشیہ سوانح قاسمی ج ۲ ص...)

اس پر حضرت ارشد القادری صاحب وہ معترضانہ سوال فرماتے ہیں کہ جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا۔ کہ پھر "ان باغیوں کے لئے کیا حکم ہے جو حضرت خضرؑ سے لڑنے آئے تھے؟ ان کا حکم؟"۔ ان کا حکم وہی ہے جو ان حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جناب ارشاد فرمائیں گے۔ جو حضرت خضرؑ سے (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ان کا علم لدنی دیکھنے ان کے پاس گئے تھے)، ان کے ہر فعل پر لڑ جاتے تھے اور بالآخر ان سے جدائی پر مجبور ہو گئے!۔ پتہ نہیں قرآن میں بیان کیا گیا یہ قصہ آپ کو معلوم بھی ہے یا نہیں؟

یہ جواب تو ہوا مولانا صاحب کے سوال کی معقولیت و نامعقولیت کو ناپے بغیر، لیکن اس نظریے جانچنے کے بعد خود آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس روایت میں، حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کسی اور کے لئے بھی لکھا ہے کہ اسے خضرؑ نظر آئے، حضرت شاہ صاحب کو نظر آئے تھے وہ میدان سے ہٹ گئے دوسروں کو نظر آنے کا جب کوئی ذکر نہیں تو اس اعتراض کا کیا تک کہ وہ حضرت خضر سے لڑ رہے تھے اس ضمن ایک دلچسپ بات یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ سوانح قاسمی میں اس روایت کے ذکر سے مولانا ارشد صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ شاہ فضل الرحمن صاحب بھی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے دوش بدوش دوآبہ کے

علاقے میں انگریزوں سے لڑ رہے تھے۔ چنانچہ سوال کرنا چاہیئے کہ جب ان کے ایک ساتھی بزرگ نے یہ اطلاع انہیں دے دی تھی پھر کیوں وہ انگریزوں سے لڑتے رہے؟ بے چارے مولوی صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ شاہ فضل الرحمٰن صاحب اودھ میں تھے اور اودھ دوآبہ سے کافی دور ہے۔

خیر یہ دلچسپ بات تو اپنی جگہ، ذرا دوسرا سوال کرنے دیجئے کہ حضرت یہ آپ نے کہاں پڑھا ہے کہ اگر کسی دشمن فوج کے متعلق کسی بزرگ کا یہ مکاشفہ معلوم ہو جائے کہ حضرت خضر کی شکل یا کسی دوسری شکل مشیت خداوندی اس دشمن فوج کے ساتھ ہے تو مقابلہ میں لڑنے والے مسلمانوں کو ہتھیار پھینک کر ضرور میدان سے ہٹ جانا چاہیئے ورنہ وہ بجائے غازی اور مجاہد کے گنہگار ہوں گے؟۔

آپ نے کہیں کچھ پڑھا بھی ہے یا یوں ہی نام "محمد فاضل" ہو گیا؟ علامہ صاحب! کسی بھی بزرگ کا مکاشفہ کسی دوسرے پر حجت نہیں۔ یہ صرف پیغمبروں کا مرتبہ ہے کہ ان کا مکاشفہ بھی وحی کے ہم رتبہ اور حجت!

اور چلئے سب باتیں آپ ہی کی ٹھیک! خدا آپ کے جنون اعتراض کو عمر دراز دے اس کے صدقے میں ایک جگہ تو آپ نے مان لیا کہ یہ دیوبند کے بزرگ انگریزوں سے لڑے تھے۔ حق اسی طرح سر چڑھ کر بولا کرتا ہے اور اس لئے اب اپنی زبان کے مطابق خود آپ کے اپنے "سر پہ چڑھ کر آواز دینے والے" اس سوال کا جواب ارشاد فرمایئے کہ آپ جو ان بزرگوں کی انگریزوں سے جنگ وجہاد کو اب تک "افسانہ" ٹھہراتے آرہے ہیں وہ سب آپ کا جھوٹ اور جعل تھا یا نہیں؟

اس کے بعد ایک بات جو اوپر اشارہ میں آئی ہے عوام کے لئے ذرا کھول کر کہہ دینی چاہیئے

کہ مسلمانوں کا غلبہ ہو یا ان کے دشمنوں کا غلبہ سب خدا ہی کے اور اس کے اذن و مشیت سے ہوتا ہے۔ انگریزوں کا غلبہ بھی ۱۸۵۷ء میں بلاشبہ اسی اصول کے ماتحت ہوا اور اسی مشیتی اور تکوینی تائید و نصرت کو صاحب کشف بزرگ صورت خضر وغیرہ میں دیکھا کرتے ہیں اس کے ظاہر کر دینے کا نام کوئی "دشمنان اسلام کی بارگاہ میں نیازمندی" رکھے۔ جیسا کہ مولانا قادری صاحب نے کیا ہے تو یہ محض جہالت ہے یا خدا سے بے خوف ہو کر ابلہ فریبی۔

اُجالے میں چوری

دیوبندیوں کی شہرت انگریز دشمنی کے "تابوت" میں آخری کیل ٹھونک دینے کی کوشش میں ایک گرفت قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر بھی فرمائی گئی ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے تذکرہ نگار نے جہاد ۱۸۵۷ء کے بعد کے حالات میں آپ کے لئے ہر دم خطرۂ گرفتاری اور اس کے عواقب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ۔

"مگر آپ کو وہ استقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے جو چاہے کرے"۔

اس پر قادری صاحب لن ترانی فرماتے ہیں کہ۔

"کچھ سمجھا آپ نے؟ کس الزام کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ یہی کہ انگریزوں کے خلاف انہوں نے علم جہاد بلند کیا تھا۔ (زلزلہ ص۳۳)

جی ہاں! سمجھا ہی نہیں دیکھا ہم نے کہ حضرت بایں جبہ و دستار کھلی روشنی میں چوری فرما رہے ہیں۔ تذکرہ نگار حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا قول نہیں نقل کر رہا ہے کہ "آپ فرماتے تھے" بلکہ اپنا خیال ظاہر کر رہا ہے کہ "آپ سمجھے ہوئے تھے"....

اور آپ یہ الفاظ نقل کر کے بھی آگے کی عبارت کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا قول بتانا چاہتے ہیں !

یہ حوالے کی عبارت تو تذکرہ نگار نے اس کے حالات میں لکھی ہے جب حضرت، رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ صرف خطرے میں تھے۔ گرفتار نہیں ہوئے تھے لیکن اس کے چار ہی صفحے آگے گرفتاری کے بعد انگریز حاکم کی عدالت میں پیشی اور سوال وجواب کا حال بھی انہوں نے لکھا ہے۔ قادری صاحب نے اسے بھی اپنے شکار کی تلاش میں جھانکا تو ضرور ہوگا۔ اور اب بھی جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اس آخری درجے کے کڑے وقت میں بھی اگر کوئی آدمی اس ہستی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں، کوئی لوچ، کوئی گھماؤ پھراؤ، اور حضور سرکار دکھا دے تو کم از کم ہمارا خطِ غلامی اس کی خدمت میں حاضر ہے! یہی تذکرہ نگار جو مذکورہ بالا عبارت جیسے صفحے کے صفحے اپنی طرف سے حضرت کی صفائی اور بے گناہی ظاہر کرنے کے لئے لکھ گئے ہیں۔ جب آپ کی حراست کے ضمن میں آپ کا عدالتی بیان نقل کرنے کے مقام پر پہنچتے ہیں تو کیا لکھتے ہیں؟ یہ کہ

"جس وقت حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے (یعنی جیل خانہ سے) تو ظاہر ہو کر بے تکلف گفتگو کرتے اور جو وہ دریافت کرتا بے تکلف اس کا جواب دیتے تھے ..... اور حقیقتِ حال کے موافق ___ کبھی آپ سے سوال ہوتا کہ "رشید احمد تم نے مفسدوں کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟" آپ جواب دیتے "ہمارا کام فساد نہیں نہ ہم مفسدوں کے ساتھی"۔ کبھی دریافت ہوتا کہ "تم نے سرکار کے مقابلے میں ہتھیار اٹھائے؟" آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرماتے "ہمارا ہتھیار تو یہ ہے"؟ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

دیں گے۔ آپ فرماتے "کیا مضائقہ ہے، مگر تحقیق کرکے!....."

(تذکرۃ الرشید، قدیم ایڈیشن، ص۲۰ ج۱)

قادری صاحب! یہ تھے ان مجاہدوں کے انداز اور ان کی زبان۔ آپ کو اگر تکلیف نہ ہو تو سنیئے ایک صدا پھوٹ رہی ہے ؎

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مردافگن عشق

ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد

تو ایک بار پھر گزارش ہے کہ جس کسی کو انگریزوں سے قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی "نیازمندی" ثابت کرنے کا شوق ہو وہ ایک لفظ آپ کی زبان کا نکلا ہوا ایسا دکھ دے اور ہم سے خطِ غلامی لکھا لے!

سوچنے کی بات ہے کہ ایک آدمی جو حاکموں سے رو در رو اس زبان اور اس لہجے میں بات کرتا ہے وہ ان کی پیٹھ پیچھے "نیازمندی" کی زبان بولے گا؟ رہی یہ بات کہ ان کے ایک معتقد نے ان کی صفائی میں لوچدار زبان کیوں استعمال کی؟ تو اس کا اصلی جواب تو اگر وہ زندہ ہوتے تو خود ہی دے سکتے تھے۔ البتہ ہماری نظر میں وجہ وہی ہے جس کی طرف عنوان ۶ کے ضمن میں اشارہ بھی آگیا ہے کہ انہوں نے اس اطمینان کی بنا پر کہ ایک امتِ تاریخ پر ان کے کچھ لکھ دینے سے پردہ توڑ نہیں جائے گا۔ اپنے زمانے کی مصلحت یہی سمجھی ہوگی کہ انگریز حکومت کو مغالطہ میں ڈال دینے والی زبان استعمال کریں۔ بالخصوص جب کہ حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پہ الزام ثابت بھی نہیں ہوا تھا اور صاف بری ہوگئے تھے تو اس کا پورا موقع بھی تھا اس زبان کو علمی اصطلاح میں توریہ کی زبان کہتے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسا لفظ بولا جائے کہ جس سے دوسرا کچھ سمجھے اور اپنی مراد کچھ ہو۔ جیسے کہ اسی عبارت

میں جس کا حوالہ مولانا قادری صاحب نے دیا ہے "سرکار" کا لفظ ہے جس کا مطلب خدائی سرکار بھی ہو سکتا ہے اور دنیوی سرکار یعنی حکومت وقت بھی۔ قادری صاحب نے اس عبارت کا وہ پہلا جملہ چھوڑ دیا ہے جسے ہم نے نقل کیا۔ یعنی۔

"آپ کو وہ استقلال بخشے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے"۔

اس جملے کو پڑھنے کے بعد کوئی شخص حتمی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آگے آنے والے لفظ "سرکار" سے مراد انگریزی سرکار تھی بلکہ کم از کم برابر کے درجہ میں دوسرا آدمی یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا کہ لکھنے والے کی مراد اس سے "خدائی سرکار" ہے۔ ورنہ خدا کے حکم پر راضی ہونے کا کیا مطلب؟ قادری صاحب نے پہلا جملہ حذف کر دینے کی دانستہ کاروائی اسی لئے کی ہے کہ۔ معاملہ کا یہ پہلو کسی کے سامنے نہ آئے۔ ورنہ ان کا غبارہ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ پھول پائے گا۔ مگر قادری صاحب! دجل و فریب کے پاؤں نہیں ہوتے اور بہت ہی جلد رسوائی کا سامنا ہو جاتا ہے۔ آپ کو اپنے ہاتھوں کی صفائی پہ ناز ہے تو یہاں بھی نیازمندوں کی نظر کمزور نہیں۔

دیوان جی کا مکاشفہ

بات جہاں سے چلی تھی اس پر گفتگو ابھی باقی ہے یعنی، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے ایک خادم "دیوان جی" کا مکاشفہ کہ دارالعلوم دیوبند کے چاروں طرف ایک سرخ ڈورا تنا ہوا ہے" اور اس مکاشفہ کی تعبیر میں حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ بیان کہ

"وہ اپنے اس کشفی مشاہدہ کی تعبیر خود یہ کیا کرتے تھے کہ نصرانیت اور تجدد و آزادی کے آثار ایسا معلوم ہوتا ہے دارالعلوم میں نمایاں ہوں گے۔"

(سوانح قاسمی ج ۲ صـ ۱۰۳، حاشیہ)

اس پر ارشد صاحب فرماتے ہیں کہ "جو لوگ اپنا عیب چھپانے کے لئے دوسروں پر انگریزوں کی کاسہ لیسی اور سازباز کا الزام عائد کرتے ہیں وہ گریبان میں منہ ڈال کر ذرا اپنے گھر کا یہ کشف نامہ ملاحظہ فرمائیں"۔

ملاحظہ فرمالیا! مگر اس سے تو یہ ثابت ہے کہ ہم لوگ اپنا کوئی عیب چھپانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ کسی عیب کے پیدا ہوجانے کا بھی اندیشہ ہو تو اس کی فکر کرنے کے لئے اگر ضرورت ہوتی ہے تو عیب چینوں سے ڈرے بغیر آپس میں کھل کر اس کا تذکرہ کرتے ہیں اور اسی کا تو یہ نتیجہ ہے کہ ارشد صاحب کو ایک ایسا مکاشفہ بھی ہماری ہی کتاب میں ہاتھ آیا جس پر انہوں نے جلن میں بغلیں بجالیں کہ ان کے گروہ پر کبھی کسی نے انگریزوں سے سازباز اور کاسہ لیسی کا الزام عاید کیا ہے۔

مگر اس سے ارشد صاحب کا یہ مدعا خدا جانے کیسے پورا ہوتا ہے کہ جماعت دیوبند پر انگریزوں کی کاسہ لیسی کا الزام الٹ دیا جائے؟ نصرانیت اور تجدد و آزادی کے آثار تو ایسے لوگوں پر بھی پوری طرح طاری ہوئے ہیں۔ جن کی انگریزوں سے لڑائی کا انکار اب بھی کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ یہ احمقانہ دعوے کوئی کرے کہ انگریزوں سے ہندوستان میں کوئی لڑا نہیں وہ یوں ہی آپ سے آپ ہندوستان سے چلے گئے۔ ایک ہندوستان کیا ساری دنیا میں انگریزی سامراج کے خلاف آزادی کی تحریکوں میں پیش پیش اسی طبقے کے لوگ رہے جس نے انگریزی تعلیم حاصل کی اور انگریزی تہذیب کو بھی پوری طرح اپنایا۔ لہٰذا اس سے تو انگریزوں کی کاسہ لیسی اور سازباز ثابت ہوتی نہیں، کوئی اور تدبیر فرمایئے۔!

ارشد صاحب کا مدعا تو اس مکاشفے کو نقل کرنے سے بس اتنا ہی تھا جو افسوس ہے کہ پورا نہ ہوا۔ لیکن الحمدللہ کہ انہوں نے بزرگان دیوبند کو سند افتخار اپنے ہاتھوں سے، بخش دی کہ یہ لوگ اپنی جماعت کے دینی مستقبل کے بارے میں خطرات سے بے نیاز نہ ہونے اور واہمہ بھی ہو جائے تو متفکر ہونے اور اس سے اگلی نسلوں تک کو آگاہ کر جانے میں بھی بالکل اپنے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نقش قدم پر تھے۔ آپ نے اپنی امت کو آئندہ کے دینی انحراف اور بگاڑ سے کس کس طرح خبردار کیا ہے؟ اس سے وہ عام مسلمان بھی بے خبر نہیں ہیں جو تھوڑی بہت دینی معلومات کا ذوق رکھتے ہیں۔ کیا مولانا ارشد القادری صاحب بے خبر ہیں؟

تو پھر یہ بات مخالفانہ لغلیں بجانے کی ہے یا تحسین و آفرین کی؟ کہ بزرگان دیوبند تو بالا تر۔ ان کے ایک خادم کو بھی مستقبل کا اندیشہ اپنے ادراک کے مطابق نظر آگیا تو اسے جماعت کی آگاہی کے لئے بیان کر دیا اور اگلی نسلوں نے اسے، یہودیوں کی طرح اپنے بارے میں خطرات اور بگاڑ کی آگاہیوں کو چھپانے کے بجائے، نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے رہنے کا سامان اپنے بس بھر کر دیا۔ اور شاید اسی دینی فکر کے طفیل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ آج تک تو ان آثار میں سے کوئی نمایاں نہیں ہوا۔

فالحمد للہ علی ذالک۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

۶

ارشد القادری صاحب نے "زلزلہ" میں اپنے موضوع اور مدعا سے ہٹ کر دخول دل کی اصطلاح میں لگے ہاتھوں جو چند مباحث چھیڑے اور چند سوالات اٹھائے ہیں ان پر ہم نے نمبروار گفتگو شروع کی تھی ۔ ناظرین کرام پانچ نمبر پڑھ چکے ہیں ۔ ہمارے نزدیک صرف دو باتیں اور ایسی باقی ہیں جن کے بارے میں کچھ لکھنے کی ضرورت ہے ۔

حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے جہاد کی نوعیت

ارشد صاحب نے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خود نوشت سوانح حیات سے ایک عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے ۔

" آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ مذکورہ حوالہ کی روشنی میں سید صاحب کے اس لشکر کے متعلق سوا اس کے اور کیا رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ وہ ٹھیک انڈین نیشنل کانگرس کے رضا کاروں کا ایک دستہ تھا جو ہندوستان میں سیکولر اسٹیٹ ، لادینی حکومت ، قائم کرنے کے لئے اٹھا تھا "

("زلزلہ ص ۱۴۳)

حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ان کے رفقاء کا جہاد کوئی زمانہ ماقبل تاریخ کا واقعہ نہیں ہے ۔ بس تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے کی بات ہے اور تاریخی طور پر اس میں اتنا لکھا جا چکا ہے جس کے بعد اس کی غایت و غرض اور نوعیت کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔ اس کے بارے میں قادری صاحب کا یہ کہنا کہ وہ ہندوستان میں لادینی حکومت قائم کرنے کی جد وجہد تھی ۔ اسی طرح

کی ہے جس طرح کی مضحکہ خیز باتیں "تاج محل اور قطب مینار وغیرہ کے بارے میں مسٹر اوک لکھا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک اس پر کسی طویل بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ رہا نقش حیات کا حوالہ سو اس کے متعلق خود حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا ایک مکتوب نقل کر دینا ہم کافی سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی حیات میں "نقش حیات" کے مطالعہ سے بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا تھا۔ انہوں نے اس بارے میں خود حضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو لکھا۔ اس کا حضرت نے جواب دیا۔ خط لکھنے والے یہ صاحب مدرسہ دینیات کھنڈہ ضلع اعظم گڑھ کے مولانا محمد فاروق صاحب تھے۔ ان کے خط کے جواب میں مولانا نے جو مکتوب تحریر فرمایا تھا وہ انہوں نے ۱۴ مارچ ۱۹۵۰ء کے سہ روزہ دعوت دہلی میں شائع کرا دیا تھا اور اسی کے حوالے سے اسی زمانہ میں "رسالہ الفرقان" میں شائع ہوا تھا۔ یہاں ہم وہ مکتوب "الفرقان" ہی سے نقل کر رہے ہیں۔

مکتوب حضرت مولانا مدنی علیہ الرحمۃ !

محترم المقام ! زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج شریف ! والا نامہ مورخہ ۱۸ شوال مطابق ۱۹ مئی باعث سرفرازی ہوا، تھا جس میں تین اعتراضات "نقش حیات جلد ثانی" پر تھے میں بوجہ بیماری اور عدیم الفرصتی عریضہ لکھنے سے معذور رہا۔ اور آج کی تاریخ آگئی امید وار معافی ہوں !۔ (پہلا اعتراض !) موجودہ سیکولر اسٹیٹ کو حضرت شاہ عبدالعزیز

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

صاحب کی تعریف دار الاسلام پر دار الاسلام قرار دینا ہے۔

محترما! میں نے کسی جگہ کتاب مذکور میں اس سیکولر اسٹیٹ کو دار الاسلام نہیں لکھا ہے۔ نہ جمہور کے قول پر اور نہ حضرت شاہ صاحب کے قول پر پھر میں نہیں سمجھتا کہ آپ کا یہ اعتراض کس طرح وارد ہوتا ہے۔ موجودہ حکومت کے جن شرمناک کارناموں کا آپ ذکر فرما رہے ہیں مجھ کو ان کا انکار نہیں۔ پھر میں کس طرح اس کو دار الاسلام قرار دے سکتا ہوں، اور اگر کسی جگہ موجودہ سیکولر اسٹیٹ کی تائید کرنے کے الفاظ سے آپ نے اس کو سمجھا تو وہ از قبیل اہون البلیتین ہے نہ بحیثیت دار الاسلام "......

(یہاں شاہ عبد العزیز صاحب کے فتوے کی کچھ تفصیل تھی اسے حذف کر دیا گیا ہے۔ ——— الفرقان)

دوسرے اور تیسرے اعتراض میں آپ کا یہ اعتراض کہ حضرت سید صاحبؒ کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ارادہ کرنے والا اور انگریزوں کو نکالنے والا میں قرار دیتا ہوں، بالکل خلاف واقعہ اور تصریحات سے روگردانی ہے۔

بہر حال یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض کوئی عبارت ایسی ہے جس کی دلالت مطابقی یہی ہے، دوسری توجیہ اس میں نہیں ہو سکتی تو وہ غلط ہے میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

از دار العلوم دیوبند ۸ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ — الفرقان

شعبان و رمضان ۱۳۷۷ھ

عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ تعالے علیہ کا یہ مکتوب ۵۸ء میں، یعنی اب سے ۱۶ سال پہلے "سہ روزہ دعوت دہلی" اور "ماہنامہ الفرقان" میں اور ان کے علاوہ بھی ملک کے متعدد جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے حوالے سے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ تعالے علیہ اور ان کے رفقاء کے جہاد کے بارے میں یہ دعوے کرنا کہ ان کا مقصد ہندوستان میں سیکولر اسٹیٹ یعنی لادینی حکومت قائم کرنا تھا، اگر بد دیانتی نہیں تو کیا ہے؟ ہمیں قابل وثوق ذریعے سے یہ بھی معلوم ہے کہ ارشد صاحب اس مکتوب سے ناواقف اور بے خبر نہیں ہیں۔

(۷)

کیا شاہ شہید اولیاء اللہ کے کشف و الہام کے منکر ہیں؟

زلزلہ کے صفحہ ۲۱۲ پر ارشد صاحب نے تقویۃ الایمان کے حوالے سے ایک عبارت اس طرح نقل کی ہے۔

یہ سب جو غیب دانی کا دعوے کرتے ہیں، کوئی کشف کا دعوے رکھتا ہے کوئی استخارے کے عمل سکھاتا ہے .... یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز۔"

(تقویۃ الایمان ص ۲۲)

اور اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالے علیہ سرے سے کشف کے منکر ہیں اور اس بنیاد پر ایک سوال کیا ہے۔ یہاں بھی ان قادری صاحب نے اسی دجل و فریب سے کام لیا ہے جس میں وہ اپنے کو بڑا باکمال سمجھتے ہیں۔ ہم تقویۃ الایمان کی اس موقع کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ ان

جناب نے کیا کرتب دکھایا ہے ۔

مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اشراک فی العلم کے بیان میں سورہ لقمان کی آخری آیت کی بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ تفسیر کی ہے ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ۔

" اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعوٰی کرتے ہیں کوئی کشف کا دعوٰے رکھتا ، کوئی استخارہ کا عمل سکھاتا ہے ، کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے ۔ کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے ، کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے ، یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز ۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیئے "

اس پوری عبارت کو پڑھ کر کسی کو شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کا اولیاء اللہ کے کشف سے کوئی تعلق ہے ، اس میں تو ان ٹھگوں اور پیشہ وروں کو جھوٹا اور دغا باز کہا گیا ہے جو بے چارے جاہل عوام کو لوٹنے کے لئے غیب دانی کا دعوے کرتے ہیں ۔ کوئی کہتا ہے کہ میں کشف کے ذریعہ سب کچھ معلوم کر لیتا ہوں ۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس استخارے کا ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ کسی کام کا اچھا برا نتیجہ بتا سکتا ہوں ۔ کوئی پترا نکالتا ہے ، کوئی ، رمل قرعہ پھینکتا ہے ۔ کوئی کھولتا ہے ۔ اور ان ذریعوں سے " غیب دانی " کا دعوٰے کرتا ہے ۔ بلا شبہ ایسے پیشہ ور ٹھگ ہر زمانہ میں رہے ہیں اور آج بھی ہیں ۔ شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے یہاں انہی لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ۔

" یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز ، ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیئے "

اس عبارت کے بعد متصلاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے لکھا ہے کہ

" لیکن جو شخص آپ دعوٰے غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات

کبھی اللہ کی طرف سے مجھے معلوم ہوتی ہے، سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہتا ہوں تو معلوم کر لوں۔ یا جب میں چاہوں تو دریافت کر لوں۔ تو یہ بات ہو سکتی ہے کہ وہ سچا ہو یا مکار !!

(تقویۃ الایمان ص۳۲)

اس عبارت کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو مذکورہ بالا قسم کے پیشہ ور ٹھگوں کی طرح اختیاری غیب دانی کا دعوٰے نہ رکھتے ہوں بلکہ صرف یہ کہتے ہوں کہ اللہ تبارک وتعالٰے کی طرف سے کبھی کوئی بات مجھ کو معلوم ہوجاتی ہے تو ایسے لوگوں کے بارہ میں اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ بات کہنے والے سچے ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کشف والہام کی صورت ہے۔

الغرض حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نے اس عبارت کی اوپر کی سطروں میں غیب دانی اور کشف وغیرہ کا دعوٰے کرنے والے پیشہ ور ٹھگوں کو جھوٹا اور دغا باز کہا ہے۔ اور اس کے متصل اگلی سطروں میں حقیقی کشف والہام کا اعتراف کیا ہے[1]۔ لیکن ارشد القادری صاحب نے پوری دیدہ دلیری کیساتھ اپنے فن فریب کاری کا کمال

---

[1] ہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۲ پر اولیاء اللہ کے کشف والہام کے بارہ میں حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر کسی قدر تفصیل سے ان کی کتاب "منصب امامت" سے پیش کر چکے ہیں۔ اور ناظرین کرام کو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اس بے نظیر کتاب میں اولیاء اللہ کے الہام وکشف کو قرآن مجید کی آیات اور احادیث سے ثابت کیا ہے۔

دکھایا ہے کہ اس پوری عبارت میں قطع و برید کر کے صرف دو سطر کی ایسی عبارت بنادی جس سے کتاب کے ناظرین یہ سمجھ لیں کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کشف کے سرے سے منکر ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ قادری صاحب نے پوری کتاب میں اسی فن کاری کا کمال دکھایا ہے ارشد صاحب نے "زلزلہ" میں اپنے اصل موضوع اور مدعا سے ہٹ کر جو مباحث چھیڑے اور سوالات اٹھائے تھے ان میں صرف انہی چند مباحث کو ہم نے قابل توجہ سمجھا جن پر ہم نے صفحہ ۱۴۰ سے یہاں تک سات نمبروں میں بحث کی ہے اس کے بعد "زلزلہ" میں کوئی ایسی بات ہمارے نزدیک باقی نہیں رہی جس کے مستقل جواب کی ضرورت ہو۔

فالحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

خاتمۂ کلام

ارشد صاحب کا بنایا ہوا مقدمہ سراسر جعل و فریب!

ہمارے ناظرین کرام میں سے جن حضرات نے "زلزلہ" کا مطالعہ کیا ہوگا ان کو اس سے معلوم ہوا ہو گا اور جنہوں نے اس کا مطالعہ نہیں کیا ان کو ہمارے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ ارشد القادری صاحب نے اپنی اس کتاب کی شکل میں علمائے دیو بند کے خلاف ایک مقدمہ بنا کر قوم کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ ان کا استغاثہ اور دعوٰے خود ان کے مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ۔

"جن امور کو علمائے دیو بند انبیاء و اولیا کے حق میں شرک قرار دیتے ہیں انہی امور کو وہ اپنے گھر کے بزرگوں کے حق میں عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں۔

(زلزلہ صا)

اس دعوٰے کے ثبوت میں انہوں نے پہلے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ علمائے دیو بند کی وہ عبارتیں پیش کیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی مخلوق کے حق میں علم غیب کا اور اپنے ارادہ و اختیار سے کائنات میں تصرف کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

اس کے بعد انہوں نے علمائے دیو بند ہی کے حلقہ کی بعض ان کتابوں کے حوالہ سے جن میں مختلف بزرگوں کے حالات و واقعات لکھے گئے ہیں شرارتی کے قریب ایسے

واقعات نقل کئے ہیں جن میں کشف والہام کے طور پر ان بزرگوں کے بعض مخفی باتوں پر مطلع ہو جانے کا یا کرامات وغیرہ کی قسم کے کسی تصرف کا ذکر کیا گیا ہے۔

لیکن ارشد صاحب نے اپنے ناظرین کی سادہ لوحی پر پورا اعتماد کر کے یہ کھلا فریب دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ان حکایات و واقعات میں اپنے بزرگوں کے لئے وہ علم غیب اور وہ تصرف ثابت کیا ہے جس کو یہ لوگ انبیاء و اولیاء کے لئے ثابت کرنا شرک قرار دیتے ہیں۔

ہم ان کے اس فریب کا پردہ پوری طرح چاک کر چکے ہیں۔ یہاں ہم خود اپنے ناظرین کرام سے عارض کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے "زلزلہ" نہ دیکھا ہو تو وہ اس کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ارشد صاحب نے ابلہ فریبی کا کیسا کمال دکھایا ہے۔

یہاں ہم اپنے رب کریم کے اس احسان عظیم کا شکر کے ساتھ ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس نے ہمارے اکابر علمائے دیوبند اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کے دلوں میں توحید ایسی راسخ کر دی ہے کہ وہ بھولے سے بھی اپنے کسی بزرگ بلکہ کسی مخلوق کے لئے وہ علم غیب اور کائنات میں وہ تصرف ثابت نہیں کر سکتے، جس کا کسی کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ یہ ہرگز ہمارے بزرگوں کا ذاتی کمال نہیں بلکہ خداوند پاک کا احسان ہے کہ اس نے اس رنگ میں رنگ دیا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝

ہمارا چیلنج اور اعلان

ہم ارشد صاحب کو اس خاتمۂ کلام میں پھر چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اکابر جماعت دیوبند میں کسی کی کوئی ایک ہی ایسی

عبارت پیش کریں جس میں اپنے کسی بزرگ کے لئے یا کسی مخلوق کے لئے وہ علم غیب اور وہ تصرف ثابت کیا گیا ہو جس کا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا شرک ہے ۔

وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ٥

اسی کے ساتھ ہم ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی گمراہ ہمارے کسی بزرگ کے لئے علم غیب اور کن فیکونی تصرف ثابت کرے تو وہ بھی ہمارے نزدیک بت پرستوں اور قبر پرستوں کی طرح قطعاً مشرک اور جہنمی ہے ۔

ارشد صاحب جعل و فریب کے مجرم اور سزا کے مستحق

بہرحال ارشد القادری صاحب نے "زلزلہ" کی شکل میں علمائے دیوبند کے خلاف جو استغاثہ اور مقدمہ بنا کر قوم کی عدالت میں پیش کیا تھا ۔ ناظرین کرام کو معلوم ہو گیا کہ اس کی بنیاد سراسر دجل و فریب پر ہے ۔ اگر یہی اس دنیا کی کسی با اختیار عدالت میں کسی کے خلاف وہ ایسا دعویٰ اور استغاثہ بنا کر پیش کرتے تو وہ خارج ہی نہ ہوتا بلکہ قادری صاحب جعل و فریب کے مجرم قرار پا کر سزایاب ہوتے ۔

مگر انہیں اطمینان ہے کہ قوم کی عدالت سے ان کو کوئی سزا نہیں ملے گی ۔ لیکن ہم انہیں آگاہی دیتے ہیں کہ یوم آخرت کی خداوندی عدالت بر ان کا ایمان ہو یا نہ ہو وہ برحق ہے اور ایسے مجرمین اس عدالت کی سزا سے ہرگز نہ بچ سکیں گے

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ٥

یہ فن کاری ایک شیطانی کمال

ہاں ہمیں اس کا اعتراف ہے کہ ارشد صاحب نے اپنا استغاثہ اور مقدمہ ایسے انداز میں

پیش کیا ہے کہ جو لوگ ان مسائل و مباحث سے واقف نہیں ہیں وہ آسانی سے دھوکہ کھا سکتے ہیں. لیکن یہ فن کاری دینی نقطہ نظر سے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے بقول ایک شیطانی کمال ہے. حضرت امام موصوف کا ارشاد ہے.

اعلم انّ الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب

(احیاء علوم الدین)

(ج ۳. ص ۲۹۲)

معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطان آدمی کو ایسے ہی کلام سے گمراہ کرتا ہے جو سرسری اور ظاہری نظر میں قابل قبول اور دلنشین ہو لیکن باطن اور حقیقت کے لحاظ سے غلط، باطل، اور مردود ہو. اور اگر شیطان کے کلام میں ظاہری حسن اور خوش نمائی نہ ہو تو بندگان خدا کے دل اس سے دھوکہ نہ کھائیں!

ارشد صاحب کا انعامی اعلان

ارشد صاحب زلزلہ کے شروع میں لکھا ہے کہ دیوبندی کتابوں کے جتنے حوالے دیے گئے ہیں ان میں سے ایک حوالہ بھی غلط ثابت کرنے پر دس ہزار روپے انعام کا اعلان کیا جاتا ہے.

(زلزلہ ص۳)

یہ اعلان پیشہ ور اشتہاریوں والا اعلان ہے. اس طرح کے انعامی اعلان کرنا مرزا غلام احمد قادیانی کا خاص شیوہ اور شعار تھا. اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور ثبوت میں کہے سورۃ نساء کے ساتویں رکوع کے بالکل شروع میں فرمایا گیا ہے. یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

(اے ایمان والو نماز کے پاس نہ جاؤ) اور ساتھ ہی ارشد صاحب کے الفاظ میں چیلنج کرتے کہ اس حوالہ کو غلط ثابت کرنے والے کے لئے دس ہزار روپے انعام کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یا "ستیارتھ پرکاش" کے مصنف "سوامی دیانند جی آنجہانی" کا کوئی چیلہ مسلمانوں کو چیلنج کرے کہ "ستیارتھ پرکاش" کے چودھویں باب میں قرآن مجید اور اسلام پر جو اعتراضات "سوامی جی" نے کئے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآنی آیتوں کے جو حوالے دیئے ہیں ان کے غلط ثابت کرنے پر دس ہزار یا دس لاکھ انعام کا اعلان کیا جاتا ہے۔

ارشد القادری صاحب نے حوالوں میں جس دجل و فریب سے کام لیا ہے ہمارے ناظرین کرام اس سے کسی قدر واقف ہو چکے ہیں اور ہر صاحب کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ اصل کتابوں کو سامنے رکھ کر وہ حوالوں کے بارہ میں ان کی کرتب بازی بچشم خود دیکھ لے۔

زلزلہ کا دوسرا ایڈیشن اور ارشد صاحب کے دو نئے کرتب!

ابھی چند روز پہلے ہمارے علم میں آیا کہ "زلزلہ" کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا ہے، ہم نے حاصل کر کے اس کا مطالعہ کیا۔ اس میں انہوں نے اپنی اور اپنی کتاب کی وقعت بڑھانے کے لئے دو نئے کرتب دکھلائے ہیں۔

مولانا علی میاں سے متعلق افسانہ

ارشد صاحب نے اس دوسرے ایڈیشن کے پیش لفظ میں لکھا ہے:-

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں جب مولانا علی میاں کے سامنے "زلزلہ" کا وہ حصہ پیش کیا گیا جس کا تعلق ان کی کتاب "سیرت سید احمد شہیدؒ" میں بیان کئے گئے ایک واقعہ سے ہے تو انہوں نے اصل کتاب منگوائی سوئے اتفاق کہئے کہ حوالہ کی عبارت اور اصل کتاب کی عبارت میں دو لفظ کا فرق نکل آیا۔۔۔۔۔۔ الخ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

(زلزلہ دوسرا ایڈیشن صفحہ ۴۰)

آگے ارشد صاحب نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے، اور بے ضرورت طوالت کے ساتھ ۴ - ۵ صفحے لکھے ہیں، ان سب کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد ندوۃ العلماء کے وہ چند طلباء جو (بقول قادری صاحب) "زلزلہ" کی حمایت میں سرگرم تھے تحقیق بن گئے ان میں سے کسی نے ارشد صاحب کو خط لکھا کہ آپ نے "سیرت سید احمد شہید" کے حوالے سے جو عبارت زلزلہ میں نقل کی ہے اس میں اور اصل کتاب کی عبارت میں یہ فرق ہے۔

آگے ارشد صاحب نے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ میں نے "سیرت سید احمد شہید" کے جس مطبوعہ نسخے سے زلزلہ میں عبارت نقل کی ہے میرے حوالہ کی عبارت حرف بحرف اس کے مطابق ہے۔ اس کے بعد آپ نے سیاق و سباق کے قرائن سے بھی اسی عبارت کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے۔

ہم سیرت سید احمد شہید" رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ، کی اس عبارت کے سلسلے میں صرف اتنا عرض کریں گے کہ زلزلہ میں جو عبارت اس کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے، وہ صحیح ہے۔ ارشد القادری صاحب نے جس ایڈیشن کا حوالہ دیا ہے وہ اس کا تیسرا ایڈیشن ہے اس میں وہ عبارت اسی طرح ہے۔ اور اس کے بعد کے چوتھے اور آخری ایڈیشن میں بھی، جو لاہور سے شائع ہوا ہے، اسی طرح وہ عبارت ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کر دیں کہ ہم نے "علم غیب" اور تصرف" اور وحی والہام اور معجزہ وکرامت کے بارے میں جو اصولی اور تفصیلی بحث کی ہے۔ جس نے ارشد صاحب کے بنائے ہوئے سارے ہی مقدمہ کو جعل و فریب ثابت کر دیا ہے۔ اسی نے اس اعتراض و سوال کو بھی ختم کر دیا ہے جو ارشد صاحب نے سیرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس

عبادت کی بنیاد پر اٹھایا تھا۔ اس طرح کے سارے واقعات کے بارہ میں اہل توحید و سنت کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے وحی والہام کے ذریعہ حضرات انبیاء و اولیاء کو اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اسی کی قدرت اور اسی کے حکم سے کوئی خارق عادت امر ظہور میں آتا ہے اس لئے ایسے واقعات میں "علم غیب اور تصرف" کا وہ سوال اٹھانا جو ارشد صاحب نے اٹھایا ہے صرف اہلہ افریبی ہے۔ یہ بحث پوری تفصیل سے کتاب وسنت کی روشنی میں پہلے کی جا چکی ہے اس لئے یہاں صرف اس اشارہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

یہ ساری بات تو ضمنی طور پر لکھی گئی۔ ہمیں تو یہاں حضرت مولانا علی میاں کے بارے میں صرف اتنا بتلانا تھا کہ دوسرے ایڈیشن کی اس بات کا ذکر ہم نے حضرت مولانا مدظلہٗ سے کیا اور ان کے بارے میں ارشد صاحب نے جو لکھا ہے وہ ان کو سنایا تو حضرت مولانا ممدوح نے فرمایا۔

"مجھ سے کبھی کسی نے اس بارہ میں کوئی بات نہیں کی، نہ میں نے آج سے پہلے "زلزلہ" کی صورت دیکھی نہ مجھے معلوم تھا کہ زلزلہ میں سیرت سید احمد شہید رحؒ کا بھی کوئی حوالہ دیا گیا ہے۔ الغرض مجھ سے متعلق یہ جتنی بات لکھی گئی ہے وہ سراسر افسانہ ہے"۔

ہمارے نزدیک ارشد القادری صاحب نے اپنے ناظرین میں اپنی اور اپنی کتاب کی قدر وقیمت بڑھانے کے لئے حضرت مولانا علی میاں صاحب مدظلہ سے متعلق یہ افسانہ گڑھا ہے۔

ابھی حال ہی میں ان قادری صاحب کے ایک قدیمی شناسا نے ذکر کیا کہ یہ پہلے افسانہ نگاری کرتے تھے اور ان میں اس کی اچھی خاصی صلاحیت تھی لیکن کسی نے ان کو بتلا دیا کہ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اس سے بہت زیادہ نفع بخش ، مذہبی فتنہ انگیزی کا کاروبار ہے اور پھر انہوں نے اپنے لئے اسی میدان اور پیشہ کو پسند کر لیا ۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ بات کہاں تک صحیح ہے ۔ ان کی کتاب زلزلہ ہی سے یہ اندازہ تو ہمارا بھی ہے کہ افسانہ نویسی کی ان میں اچھی صلاحیت ہے ۔

زلزلہ اور امریکہ کی لائبریری

زلزلہ کے دوسرے ایڈیشن کے اسی پیش لفظ میں قادری صاحب نے زلزلہ کی مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

> یہ بھی قبول عام کی بات کہی جا سکتی ہے کہ یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ کی لائبریری آف کانگرس کے ایک مراسلہ کے مطابق واشنگٹن میں انیس ۱۹ لائبریریوں کے تعاون سے جو دنیا کی سب سے بڑی لائبریری قائم کی جا رہی ہے اس کے منتظمین نے ہندوستانی زبان کی کتابوں میں سے نمائش کے لئے "زلزلہ" کو منتخب کیا ہے ۔ اس مراسلہ کا اردو ترجمہ اسی پیش لفظ میں کہیں ملاحظہ فرمایئے ۔
>
> (زلزلہ صلا)

پھر آگے صفحہ ۵۰ ۔ ۵۱ پر مراسلہ کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے) ۔ کوئی بتلائے کہ اس کو اگر ارشد صاحب کا کرتب اور پیشہ ورانہ چال نہ کہا جائے تو آخر کیا کہا جائے ۔ ان کے سادہ لوح اور ناواقف معتقدین اور زلزلہ کے بے چارے ، بے خبر ناظرین اس سے یہی سمجھیں گے کہ ہمارے مولانا قادری صاحب کی کتاب کی غیر معمولی اور بین الاقوامی مقبولیت کی محکم دلیل ، اور گویا آسمانی شہادت ہے کہ امریکہ کی ایسی عظیم الشان لائبریری کے منتظمین نے ہندوستانی زبان کی کتابوں میں سے نمائش کے لئے زلزلہ کو منتخب کیا ہے ۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جو

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

مصنف کسی بھی اچھے یا برے، حق یا باطل موضوع پر کوئی کتاب لکھے، اگر اس کا ذکر اخبارات و رسائل میں آجائے اور اس لائبریری کے منتظمین کو اس کا علم ہو جائے تو بعینہٖ یہی مراسلہ اس کے پاس آتا ہے۔ اگر بالفرض کوئی مصنف فحشیات کے موضوع پر کوئی کتاب لکھے یا معاذ اللہ خدا اور مذہب کے خلاف کوئی کتاب لکھی جائے اور اخبارات و رسائل میں اس کا چرچا ہو جائے تو اس کے مصنف کے پاس بھی یہی مراسلہ آجائے گا۔

ہمارا خیال ہے کہ ارشد القادری صاحب اس بات سے ناواقف نہ ہوں گے، لیکن انہوں نے اپنے ناظرین کی سادہ لوحی اور ناواقفی سے فائدہ اٹھانے کے لئے امریکہ کی لائبریری کے اس مراسلہ کو "زلزلہ" کی مقبولیت اور بحیثیت مصنف کے اپنی کامیابی کی ایسی دلیل بنا کر پیش کیا ہے گویا کہ وہ آسمانی شہادت ہے۔ شائد قادری صاحب نے ان کرتبوں کے استعمال میں قادیانیوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا خاص فن ہے۔

ارشد القادری صاحب نے زلزلہ کی شکل میں ہندوستان کے علمائے حق اور جماعت اہل حق پر اپنے اسلاف مولوی احمد رضا خاں صاحب وغیرہ کا پرانا طریقہ چھوڑ کر ایک نئے انداز سے جو حملہ کیا تھا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ کی مدد و توفیق سے اس کا پورا جواب ہو گیا۔ مگر ناظرین کرام میں سے کوئی صاحب محسوس کریں کہ فلاں مبحث پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے وہ ہمیں مطلع کریں۔ انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ ایڈیشن میں ہم ان کی فرمائش کی تعمیل کریں گے۔

قادری صاحب نے "زلزلہ" میں بالکل نیا اور مظلومانہ انداز اختیار کر کے اس کی بھی ہوشیارانہ کوشش کی ہے کہ ان کی جماعت کا اب تک جو کردار اور رویہ رہا ہے، اس پر پردہ ڈالا جائے۔ اور وہ بالکل پس منظر میں چلا جائے۔ اس لئے ہم نے ضروری

سمجھا کہ اس جواب کے ساتھ ضمیمہ کے طور پر مختصراً بریلوی فتنہ کی تاریخ اور اس کے بانی مولوی احمد رضا خان صاحب اور ان کے خاص اخلاق کے کردار کے بارہ میں بھی کچھ لکھ دیا جائے۔ اگلے صفحے سے ناظرین کرام اسی کو پڑھیں گے۔"

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ضمیمہ

بریلی کا تکفیری فتنہ

مختصر تاریخ و تعارف

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

جن لوگوں کی اسلام اور امت مسلمہ کی تاریخ پر نظر ہے وہ واقف ہیں کہ عہد نبوت اور دور خلافت راشدہ کے بعد سے امت میں طرح طرح کے فتنے اور مذہبی اختلافات پیدا ہوتے رہے ہیں اور ان کی وجہ سے مسلمان مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹتے رہے اور امت کی وحدت پارہ پارہ ہوتی رہی ۔ اور قطعاً شبہ نہیں کہ ان سب فتنوں میں اصل ہاتھ شیطان کا رہا ۔ ان میں بعض فتنے وہ ہیں جو ہمارے اس برصغیر ہی سے اٹھے (جو پہلے ایک ملک "ہندوستان" تھا اور اب تین حصوں میں بٹ گیا ہے اور جس میں دنیا کے سارے ملکوں سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے، جہاں تک اپنی واقفیت اور معلومات ہیں کسی بھی مذہبی فتنے نے اتنے وسیع پیمانے پر مسلمانوں میں اختلاف وافتراق نہیں پیدا کیا اور ان کو باہم اتنا نہیں لڑایا اور ٹکرایا ۔ جتنا کہ ہمارے ملک اور ہمارے اس دور میں (یعنی چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں) پیدا ہونے والے بریلی کے تکفیری فتنے نے جس کے خاص علمبردار مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی تھے ۔ جن کے بارے میں ہندوستان و پاکستان کے پڑھے لکھے مسلمان عام طور سے جانتے ہیں کہ اکابر امت کی طرف انتہائی خبیث اور گندے

عقیدے منسوب کر کے ان کی تکفیر کرنا ان کا خاص وظیفہ اور مرغوب و محبوب کاروبار وشغلہ تھا۔

اللہ عزیز وحکیم کی حکمت ہے اس نے مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیائے علیہم الصلوۃ والسلام کو بھیجا اور ان کے قلوب میں بنی آدم کی خیر خواہی اور ہدایت و رہنمائی کی تڑپ اور اس کے لئے بے چینی ودیعت فرمادی اور یہی چیز درجہ بدرجہ ان کے نائبین و وارثین کو عطا فرمائی۔ اور اسی عزیز وحکیم نے شیاطین الانس والجن کو بھی پیدا فرمایا اور ان میں اور ان کی ذریت میں اولاد آدم کی بدخواہی اور ان کو فتنہ و فساد اور گمراہی میں مبتلا کرنے کا ایسا مادہ رکھ دیا کہ یہی گویا ان کی فطرت وجبلت ہے اور وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

ندوۃ العلما کا قیام اور وسیع پیمانے پر خاں صاحب بریلوی کی تکفیری سرگرمیوں کا آغاز!

جہاں تک ہمارا علم اور مطالعہ ہے وسیع پیمانے پر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تکفیری مہم کا جوش وخروش، اس وقت شروع ہوا جب ۱۳۱۱ھ میں کانپور کے ایک جلسہ میں (جس کے خاص بانی اور محرک مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور جس میں ہندوستان بھر کے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اکابر علما، اور مشاہیر شریک تھے اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی شریک تھے) ندوۃ العلماء کے نام سے علمائے ہند کی ایک وسیع المقاصد انجمن یا مجلس کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ ہمارے علم میں ہندوستانی علماء ومشائخ کی یہ پہلی وسیع تنظیم اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی پہلی مبارک کوشش تھی۔

ندوۃ العلماء کے خلاف خانصاحب بریلوی کی جنگ

مولوی احمد رضا خاں صاحب کسی بات سے ناراض ہوکر جلسہ کے اختتام سے پہلے ہی، واپس آگئے۔ ان کی کتابوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بے حد تعصب قسم کے آدمی تھے انہوں نے ندوۃ العلماء کے خلاف اشتہار بازی، اور رسالہ بازی کی ایک طوفانی مہم شروع کردی تھی۔ ان کے ایک خلیفہ مولوی محمود جان کاٹھیاواڑی نے ان کی ایک منظور سوانح عمری ذکر رضا کے نام سے لکھی ہے اس میں ان کے سب بڑے اور درخشاں کارنامے کی حیثیت سے اس کا ذکر کیا ہے کہ "اعلیٰ حضرت نے ندوہ اور ندوہ والوں کے رد میں بے گنتی اشتہارات کے علاوہ سو کے قریب رسالے لکھے اور ندوہ کا نام ونشان مٹادیا" (ذکر رضا ص۱۰)

لہ ۱۳۱۱ھ میں ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا تھا تو وہ علماء کی انجمن اور ایک مجلس ہی تھی جس کے مقاصد بہت وسیع تھے دینی مدارس کی اصلاح اور ان کو عصر حاضر کی ضروریات کے مطابق زیادہ مفید بنانے کی جدوجہد اس کے اہم مقاصد میں سے تھی اس مجلس اور انجمن ہی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنی گولہ باری کا نشانہ بنایا تھا اس وقت ندوہ کسی مدرسہ کا نام نہیں تھا دارالعلوم ندوۃ العلماء اس کے بہت بعد قائم ہوا تھا جو اب تک جاری ہے۔ الغرض مولوی احمد رضا خانصاحب کی تکفیری مہم کا نشانہ موجودہ دارالعلوم ندوۃ العلماء نہیں تھا۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف الخیال علماء کی وہ تنظیم تھی جو ۱۳۱۱ھ میں قائم ہوئی تھی اور بلاشبہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس تکفیری مہم نے اس کو بے حد نقصان پہنچایا۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ندوہ کی تخریب اور اہل ندوہ کی تکفیر میں ستّو کے قریب جو رسالے لکھے تھے ان میں سے بہت سوں کے دیکھنے کا ہمیں بھی اتفاق ہوا ہے ان سب میں اہل ندوۃ کے کفر کی سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی ہے کہ انہوں نے وہابیوں غیر مقلدوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے، اور وہ لوگ اسماعیل دہلوی (یعنی حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ) کو اپنا بڑا اور پیشوا مانتے ہیں اور وہ ستّر وجہ سے یا اس سے بھی زیادہ وجوہ سے کافر ہے۔

(رسل السیوف الہندیہ اور الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ)

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ندوۃ العلماء کے خلاف یہ تکفیری مہم ۱۳۱۰ھ سے چلائی شروع کی تھی، برسوں تک پورے زور و شور سے یہ گولہ باری ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ حرمین شریفین کے علماء سے بھی (ان کو یہ بتلا کر کہ یہ ندوہ والے ایسے ملحد و بے دین ہیں اور ان کے عقائد ایسے ملحدانہ اور کافرانہ ہیں) ان کے کفر کا فتوےٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حاصل کیا اور "فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین" کے نام سے چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا۔

یہ واقعہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے اس فن کے کامل استاد اور بڑے ماہر تھے۔ ندوہ والوں کے پاس اگرچہ اصحاب علم و قلم کی فوج تھی لیکن ان بریلوی خاں صاحب کے تکفیری اشتہاروں اور رسالوں کی نہ تھمنے والی بارش کو دیکھ کر انہیں بالآخر یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ خیریت اسی میں ہے کہ ان باتوں کا کوئی نوٹس نہ لو اور کوئی جواب نہ دو۔ بس اپنے کام میں لگے رہو۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ندوۃ العلماء کے بعد اکابر علماء دیوبند پر نظر عنایت

اکابر علمائے دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ان کے رفقاء انگریزی حکومت کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ میں شاملی کے محاذ پر ناکام ہو جانے اور پورے ہندوستان پر انگریزوں کا پورا تسلط قائم ہو جانے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے، بلکہ کہنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے قلوب میں یہ ڈالا کہ اب اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے مقدس دین کی خدمت اور حفاظت کا خاص ذریعہ ایسے دینی مدارس ہوں گے جن میں مخصوص طرز کی دینی تعلیم وتربیت سے وہ افراد تیار کئے جائیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت علم وہدایت کے وارث وامین ہوں اور دین کو اپنے جان ومال اور ہر چیز سے زیادہ عزیز سمجھیں اپنی زندگیاں اسی کے لئے وقف کر دیں۔

اس منصوبے کے مطابق ان حضرات نے سب سے پہلے ضلع سہارنپور کے قصبہ دیوبند میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی اور چند ہی برسوں میں اس شجرۂ طیبہ کے یہ ثمرات دیکھنے میں آئے کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی۔ شیخ الہند، حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہوی، اور بعد کے طبقات میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (حکیم الامت)، حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، جیسے حضرات پیدا ہوئے جو علم نبوت کے حامل و وارث ہونے کے ساتھ امت کے لئے ائمہ رشد وہدایت اور ملت اسلامیہ ہندیہ کے دین وایمان کے پاسبان بھی تھے۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

دارالعلوم دیو بند میں یہ ٹھوس تعلیمی و تربیتی اور تعمیری کام اخلاص وللہیت اور پوری خاموشی کے ساتھ ہوتا رہا۔ اس کے فضلاء ملک میں پھیلتے رہے، جو جہاں جاکر بیٹھ گیا اپنے اخلاص وللہیت اور امت کی بے لوث دینی خدمت کی وجہ سے اس خطہ کے مسلمانوں کا مرجع بن گیا۔ پھر اسی مقصد کے لئے اسی طرز پر مختلف شہروں میں اور بھی متعدد مدرسے ان حضرات نے قائم کئے۔ یہ سب دارالعلوم دیو بند ہی سے نکلی ہوئی نہریں اور اسی شجرۂ طیبہ کی شاخیں تھیں اور یہ امت مسلمہ ہندیہ کے دینی قلعے اور اسلامی شریعت کی چھاؤنیاں تھیں۔

ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دارالعلوم دیو بند اور اس کے اکابر کو ملک میں علم و دین کے لحاظ سے ایک خاص مرجعیت اور مرکزیت حاصل ہوگئی اور یہاں کے باخبر اور باشعور مسلمان دارالعلوم کو ہندوستان میں دین محمدی کا مرکزی قلعہ سمجھنے لگے۔

ٹھیک اس وقت جب کہ دارالعلوم دیو بند اور اکابر علمائے دیو بند کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے مقبولیت عامہ کا یہ مقام حاصل ہوا، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جو تقریباً دس سال سے ندوۃ العلماء کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور اپنے نزدیک ندوہ کی انجمن کو درہم برہم کر کے اس مہم کو سر کر چکے تھے، اپنی "نظر عنایت" ان اکابر علمائے دیو بند کی طرف پھیر دی ۱۳۲۰ھ میں ان کی کتاب "المعتمد المستند" چھپی جس میں پہلی دفعہ اکابر جماعت دیو بند حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی، قطب عالم حضرت گنگوہی، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ کی قطعی تکفیر کی اور لکھا کہ۔

"یہ ایسے کافر ہیں کہ جو کوئی ان کے کفر میں شک وشبہ کرے وہ بھی قطعی کافر اور جہنمی ہے"۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اکابر علمائے دیوبند کا خاموشی اور صرفِ نظر کا فیصلہ

میں نے اپنے بعض اکابر سے سنا ہے کہ کافی مدت تک تو اکابر دارالعلوم کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کی اس کتاب اور اس میں کئے گئے تکفیری جملے کی اطلاع بھی نہیں ہوئی۔ پھر غالباً ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، جو اس وقت دارالعلوم کے جوان العمر فضلاء میں سے تھے، کہیں اس کا پتہ چلا۔ انہوں نے کسی طرح کتاب حاصل کی اور اپنے استاذ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اب ہم لوگوں کی طرف رُخ کیا ہے، مجھے جواب دینے کی اجازت دی جائے میں اس سے نپٹ لوں گا۔ جب حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے زیادہ اصرار کیا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو ساتھ لے کر قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو جماعت دیوبند کے شیخ و مقتدا اور دارالعلوم کے سرپرست تھے۔

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے وہی بات حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ قطب عالم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

ارے بھئی تم کہاں تک اس شخص (یعنی مولوی احمد رضا خاں صاحب) کی باتوں کا جواب دوگے اور کہاں تک کتابیں لکھوگے وہ تو روز، روز نئے الزام گڑھے گا اور کتابوں پہ کتابیں اور اشتہاروں پہ اشتہار چھاپے گا اس کو تو دنیا میں بس یہی کام ہے، شاید یہی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کر دیا ہے۔ ندوہ والوں کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے وہ سامنے ہے اس لئے میری رائے تو یہی ہے کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور دینی خدمت کے اپنے

کام میں لگے رہو۔ اپنی آخرت کی فکر کرو۔ بہر حال اس وقت یہی طے رہا کہ مولوی احمد رضا خاں کی ان خرافات کا کوئی جواب نہ دیا جائے۔

اس وقت تک مولوی احمد رضا خاں کے اس فتنہ کا عام مسلمانوں پر کوئی اثر بھی نہیں پڑا تھا بلکہ کوئی خاص چرچا بھی نہیں ہوا۔ کیوں کہ یہ کتاب "المعتمد المستند" عربی میں تھی۔

مولوی احمد رضا خاں کی فریب کاری اور "حسام الحرمین" کا فتنہ

غالباً اپنے اس تکفیری فتوے اور فتنے کی بے اثری دیکھ کر ہی مولوی احمد رضا خاں نے ۱۳۲۳ھ کے آخر میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر کا ایک فتوے مرتب کر کے وہاں کے علمائے کرام اور مفتیان عظام کے پاس پہنچے اور نہایت ہی مکارانہ اور پر فریب انداز میں ان حضرات سے فریاد کی کہ، ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں پر بڑا سخت وقت آگیا ہے وہاں الحاد اور زندقہ کی، آندھیاں چل رہی ہیں۔ کچھ لوگ مسلمانوں ہی میں جن کو عوام علما اور مشائخ بھی سمجھتے ہیں ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو نہایت خبیث قسم کے کافرانہ عقیدے رکھتے ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی شان عالی میں گستاخیاں کرتے ہیں، عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے کلام پاک کو معاذ اللہ جھوٹا کہتے ہیں اور لوگ ان کو عالم مولوی سمجھ کر ان کی باتوں کو قبول کر رہے ہیں۔

ہم غربا اور ضعفا سے جہاں تک ہو سکتا ہے ہم اس فتنہ کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن ہمارے ملک میں اس فتنہ نے طوفانی آندھی اور سیلاب کی شکل اختیار کر لی ہے آپ حضرات یعنی حرمین شریفین کے علمائے کرام اور مفتیان عظام کی مدد کے بغیر اس فتنے کے روکنے میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ حضرات اللہ کے مقدس شہر مکہ مکرمہ اور اس کے رسول علیہ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

الصلوٰۃ والسلام کے پاک شہر مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں ہندوستانی مسلمانوں کے قلوب میں آپ کی خاص عظمت اور وقعت ہے اگر آپ حضرات ان مرتدین کی تکفیر کے اس فتویٰ کی تصدیق فرما دیں تو ہمارے ملک کے عام مسلمان اس فتنہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ ورنہ یہ فتنہ ایسا شدید اور طوفانی ہے کہ ان کا ایمان پر قائم و ثابت رہنا سخت مشکل ہے۔

الغیاث الغیاث یا خیل اللہ ۔ المدد المدد اے خدا کے لشکر و

یا فرسان عساکر رسول اللہ ۔ المدد المدد اے لشکر محمدی کے شہسوارو

الغرض مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حرمین شریفین کے ان علمائے کرام کے سامنے جو اصل واقعات و حالات سے بالکل بے خبر تھے، اور اردو زبان نہ جاننے کی وجہ سے اکابر علمائے دیوبند کی وہ کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے تھے جن کی طرف مولوی احمد رضا خان صاحب نے انکار ختم نبوت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کی توہین و تنقیص جیسے کافرانہ مضامین منسوب کئے تھے، اپنا یہ جعلی فتوےٰ اس انداز میں اور اس تمہید کے ساتھ پیش کیا کہ گویا ہندوستانی مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت اب بس اس فتوے سے اور اس پر علماء حرمین کی تصدیقی مہر لگ جانے سے وابستہ ہے۔ اگر یہ نہ ہوا تو خدانخواستہ وہ سب مرتد اور شدھی ہو جائیں گے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ مکارانہ، پرفریب بیان حسام الحرمین کی تمہید میں دیکھا جا سکتا ہے،

حرمین شریفین کے بہت سے نیک دل علماء نے مولوی احمد رضا خان صاحب کی ان پرفریب باتوں کو حقیقت اور واقعہ سمجھا اور انہوں نے پورے ایمانی جذبہ کے ساتھ ان کے اس تکفیری فتوے پر تصدیقیں لکھ دیں۔ اور پھر یہی فتوی اردو ترجمہ کے ساتھ حسام

الحرمین کے نام سے شائع ہوا۔ اور پروپیگنڈے کی پوری طاقت کے ساتھ پورے ملک میں ہنگامہ اور شور برپا کر دیا گیا کہ جماعت دیوبند کے ان اکابر اور مشاہیر (حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم) کے متعلق مکہ و مدینہ کے علمائے کرام نے بھی یہی فتوے دیا ہے کہ یہ سب ایسے قطعی کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کافر اور جہنمی ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر و جہنمی ہے اور ان میں سے ایک ایک کے قتل کرنے میں ہزاروں کافروں کے مارنے سے زیادہ ثواب ہے۔ (معاذ اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ)

یہ واقعہ ۱۳۲۵ھ یا ۱۳۲۶ھ کا ہے۔ میں نے اپنے بعض اکابر سے سنا ہے کہ مولوی احمد رضا خان کی اس مکارانہ چال نے اور بے پناہ پروپیگنڈے نے ہندوستانی مسلمانوں میں ایک طوفانی فتنہ برپا کر دیا اور بہت سے وہ لوگ بھی جو مولوی احمد رضا خان کی بدنام زمانہ فتوے بازی سے بالکل اثر نہیں لیتے تھے، علمائے حرمین کے نام سے اس فتنے میں مبتلا ہوگئے اور حالات ایسے ہوگئے کہ خاموشی اور صرف نظر کی کوئی گنجائش نہیں رہی اور شرعاً یہ ضروری ہو گیا کہ اس افترا پردازی کی تردید کی جائے اور اللہ تبارک وتعالےٰ کے بندوں کو اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچایا جائے۔

اکابر علماء دیوبند کا مدافعت اور جواب کا فیصلہ

اس فتویٰ "حسام الحرمین" میں جن چار بزرگوں کی کتابوں اور تحریروں پر کفر کا حکم لگایا گیا تھا جن کے اسمائے گرامی اوپر درج ہو چکے ہیں، ان میں سے صرف دو اس وقت بقید حیات تھے۔ (۱) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (۲) حضرت مولانا خلیل احمد

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ۔ ان دونوں بزرگوں نے اسی زمانے میں اپنے ، بیانات دیئے جن میں صراحت کے ساتھ لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے ، حسام الحرمین میں ہم لوگوں کی طرف جو عقائد اور جو مضامین منسوب کئے ہیں وہ ان کا ہم پر محض افترا اور بہتان ہے ایسے عقیدے رکھنے والوں کو ہم خود خارج از اسلام سمجھتے ہیں ۔

ان بزرگوں کے یہ بیانات اسی زمانے میں مختلف رسالوں میں شائع ہو گئے تھے ۔ مثلاً "السحاب المدرار" "الختم علی لسان الخصم" "قطع الوتین" وغیرہ ، بلکہ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان تو "بسط البنان" کے نام سے ایک مستقل رسالہ کی شکل میں بھی شائع ہوا تھا ۔

اسی زمانہ میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنے تکفیری فتوے پر حرمین شریفین کے علماء کی تصدیق حاصل کرکے جب وہاں سے ہندوستان آگئے تو حرمین شریفین کے بعض علماء کو معلوم ہوا کہ اس ہندوستانی مولوی (احمد رضا خان) نے جس تکفیری فتوے پر ہم سے تصدیق کرائی ہے اس میں دوسرے فریق کے عقائد کے بارے میں غلط بیانی کی گئی ہے ان لوگوں کے عقیدے ایسے نہیں ہیں ۔

اس پر وہاں کے بعض علمائے کرام نے خود علمائے دیوبند کی طرف رجوع کرکے معاملہ کی تحقیقات کرنا ضروری سمجھا ۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں نے اپنے فتوے میں اکابر علمائے دیوبند کی طرف جو عقیدے منسوب کئے تھے اور اس کے سوا اور بہت سی باتیں جو ان کے بارے میں زبانی ان حضرات سے کہی تھیں ان سب امور سے متعلق ان حضرات نے سوالات لکھ کے ، علمائے دیوبند سے ان کا جواب چاہا ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کا مفصل جواب تحریر فرمایا ۔ اور وہ جواب حرمین شریفین کے علمائے کرام

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کے پاس بھیجا گیا۔ ان تمام حضرات نے ان جوابات پر اپنا اطمینان ظاہر کیا اور لکھا کہ یہی عقیدے اہل السنۃ والجماعۃ کے ہیں اور ان میں کوئی بات بھی مسلک اہل السنۃ کے خلاف نہیں ہے۔ یہ سوالات وجوابات ہندوستان اور حرمین شریفین کے علمائے کرام کی تصدیقات کے ساتھ اسی زمانہ میں اردو ترجمہ کے ساتھ کتابی صورت میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے شائع ہوگئے تھے۔

الحمد للہ! ان چیزوں کی اشاعت سے وہ فتنہ جو "حسام الحرمین" کی وجہ سے ہندوستان میں برپا ہوگیا تھا بڑی حد تک ختم ہوگیا۔ پھر اسی دور میں حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن، صاحب چاندپوری، اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے "حسام الحرمین" کے مستقل رسائل میں مفصل جوابات بھی لکھے جن میں پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ دکھلایا کہ مولوی احمد رضا خاں نے "حسام الحرمین" میں اکابر علمائے دیوبند کی طرف جن عقیدوں کو منسوب کیا ہے ان کی حقیقت جعل او فریب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ان رسالوں نے معاملہ کو اور بھی زیادہ صاف کردیا اور گویا جماعت دیوبند کی طرف سے اس وقت یہ بحث ختم کردی گئی، لیکن مولوی احمد رضا خاں اور ان کے متبعین کی طرف سے تکفیر اور تفریق کی مہم اسی طرح، چلتی رہی مگر اس میں کچھ جان نہیں رہی۔

تحریک خلافت میں شریک ہونیوالے فرنگی محلی اور بدایونی علماء پر بھی فتویٰ بازی اور ان کو "فرقۂ گاندھویہ" کا لقب!

پھر پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء کے بعد جب مقامات مقدسہ پر یورپ کی اتحادی طاقتوں کا قبضہ ہوگیا اور خلافت اسلامیہ نرغہ میں آگئی۔ اور ہندوستان میں تحریک خلافت اٹھی اور یہاں کے نوے فیصدی سے زیادہ علماء اپنے مسلکی،

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اختلافات کو نظر انداز کر کے مقاماتِ مقدسہ اور خلافتِ اسلامیہ کی حفاظت کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے یہاں تک کہ وہ علماءِ بدایونی بھی اس قافلہ میں شریک ہو گئے جو اب تک مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تکفیری مہم میں ان کے پورے ہم نوا بنے ہوئے تھے۔ تو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے تحریکِ خلافت میں شریک ہونے والے ان تمام علماء کا نام "فرقۂ گاندھویہ" رکھا اور اپنی عادت کے مطابق ان کے خلاف رسالوں اور اشتہاروں کی جنگ شروع کر دی اور اس جنگ میں اپنا خاص نشانہ حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمائے بدایوں کو بنایا ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

مولوی احمد رضا خاں کے بعد ان کی ذرّیت اور اخلاف کا رویّہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا انتقال تو تحریکِ خلافت کے دور ہی میں ۱۳۴۰ھ میں ہو گیا لیکن وہ اپنے بعد اپنے اخلاف کی ایک خاص ٹولی چھوڑ گئے جس نے ان کے اس تکفیری کاروبار کو اسی طرح جاری رکھا۔

بریلوی فتنہ کا تکمیلی کارنامہ اور مکمل آئینہ "تجانب اہل السنۃ"

اگر کوئی صاحب اس رضاخانی بریلوی تکفیری فتنہ کے حدود اربعہ کو جاننا چاہیں تو اس کے لئے ان کو اس سلسلہ کی صرف ایک کتاب "تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ" کا مطالعہ کافی ہوگا۔ چونکہ ہمیں اندازہ ہے کہ ہمارے ناظرین کرام میں سے ایک فیصد کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کا موقع نہ ملا ہو گا اور نہ غالباً مل سکے گا۔ اس لئے چند اقتباسات ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہمارے نزدیک مولوی احمد رضا خاں صاحب

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

کے تکفیری مشن کا پورا آئینہ اور بریلوی فرقہ کا صحیفہ جامعہ ہے ۔ ناظرین کرام پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

(۱)

مسلمانوں کی تمام جماعتوں کا شجرہ اور بکقلم تکفیر

"اسی پیر نیچر (سرسید احمد خاں) کے اذناب و متبعین و مقلدین و معتقدین، دہرئین نیاچرہ ہیں جو مسلمانوں کے دین و ایمان اور ان کے دنیوی سر و سامان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ہمیشہ نئی نئی کمیٹیاں، نئی نئی پارٹیاں گڑھتے رہتے ہیں اور بعض بندگان زر اور بدنام کنندہ نکونامے چند نام کے مولویوں کو اپنے کفری مقاصد کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وندوۃ العلماء و خدام کعبہ و خلافت کمیٹی و جمعیۃ العلماء ہند و خدام الحرمین واتحاد ملت، و مجلس احرار، و مسلم لیگ، و اتحاد کانفرنس، و مسلم آزاد کانفرنس، و غازی فوج، و جمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ، و سیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور، و امارت شرعیہ بہار شریف، و آل پارٹیز کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں اسی مقصد کے لئے ان ہی کفرہ نیاچرہ نے اپنی نیچریت و دہریت پھیلانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے آزاد اور دنیوی سر و سامان سے بھی تہی دست بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً خود اپنے ہاتھوں سے یا دوسرے بد دینوں بد مذہبوں کو اپنا شریک کار بنا کر یا بعض جاہلوں، سادہ لوح بے وقوفوں یا چند دین فروش دنیا خریداروں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر انہیں اپنا آلۂ کار بنا کر گڑھی ہیں۔

پھر جب ان ملعونوں نے دیکھا کہ بہت سے غرباء اہل اسلام ان کمیٹیوں کی

طرف متوجہ نہیں ہوتے اور بے چارے دن بھر محنت و مزدوری کر کے رات کو تھکے
گھر آکر بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے اور نماز و روزہ و میلاد شریف و گیارہویں شریف
و سوئم و چہلم و عرس وغیرہ اعمال اسلامیہ میں نہایت خاموشی کے ساتھ مشغول
ہیں ان کو ان نیچری کانفرنسوں کی طرف مطلقاً کبھی توجہ نہیں ہوتی .... اور
نیچری مرتدوں کو اپنی ہنگامہ آرائیوں کے لئے ایسے ہی بھولے بھالے سنی مسلمانوں
دین پاک کے نام پر جی جان سے قربان ہونے والوں کی ضرورت تھی تو ان بے دینوں
نے ان عوام مسلمین کے پھانسنے کے لئے اصلاح قوم کے نام سے قومی عصبیت کو
آڑ بنا کر کپڑا بننے والوں کی مومن کانفرنس، جمیعۃ المؤمنین، جمیعۃ الانصار،
روئی دھنکنے والوں کی جمیعۃ المنصور، کپڑا سینے والوں کی جمیعۃ الادریسیہ،
قصابوں کی جمیعۃ القریش، سبزی فروشوں کی جمیعۃ الراعین، پٹھانوں کی افغان
کانفرنس، میمنوں کی میمن کانفرنس، مسلم کھتریوں کی مسلم کھتری کانفرنس، جباریوں
کی جمیعۃ آل عباس، کمبوہوں کی آل انڈیا کمبوہ کانفرنس، پنجابیوں کی آل
انڈیا پنجابی کانفرنس وغیرہ کمیٹیاں خود گڑھیں یا اپنے دامن فسادوں سے گڑھوائیں
تاکہ غریب دیندار مسلمانوں کو قومی جکڑ بندیوں میں جکڑ کر قومی ترقی، قومی اصلاح
و فلاح کا سبز باغ دکھا کر ان کو گمراہ کیا جا سکے "

(تجانب اہل السنۃ صفحہ ۱۰۹)

اللہ کے لئے بتائیے! کہ مسلمانوں کی کون سی جماعت اور کون سا حلقہ ایسا ہے جس کو
اس عبارت میں نشانہ نہ بنایا گیا ہو، اس کی خبر نہ لی گئی ہو؟

مسلم لیگ

اس کتاب تجانب اہل السنہ" میں ص۱۳۰ سے ص۱۴۲ تک مسلم لیگ کی خبر لی گئی ہے اس مضمون میں پہلے مسلم لیگ کے ان چار مقاصد کا ذکر کیا گیا ہے جو اس کے دستور میں درج تھے اور فارم ممبرشپ پر بھی چھپے تھے ، (یعنی ہندوستان میں آزاد جمہوری حکومت کا قیام ۔ ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق و مفادات کی حفاظت ہندوستان کے مختلف مذہبی فرقوں میں اتحاد و اتفاق کی کوشش ۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں رشتۂ اخوت اور بھائی چارہ کو مضبوط کرنے کی فکر و جد وجہد) ملخصاً ، پھر ان مقاصد پر تفصیل سے تنقید کی گئی ہے اور مسلم لیگ کے بارہ میں فتوے داغا گیا ہے ۔ اس سلسلہ کی چند سطریں یہ ہیں ۔

" یہ چاروں مقاصد لیگیہ مشتمل بر محرمات و خباثات و شناعات بلکہ منجر باشد ضلالات و کفریات ہیں " (ص۱۳۳)

" لیگ کا دستور اساسی بکثرت کفریات و ضلالات و وبالات پر مشتمل ہے " (ص۱۴۱)

مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا آزاد مرحوم و مغفور کے بارے میں کئی صفحے میں گل افشانی فرمائی گئی ہے اس سلسلہ کی بھی چند سطریں ملاحظ ہوں ۔

مسٹر ابوالکلام آزاد کے عقائد نجسہ کی تفصیل تام اور ان پر رد اور شرعی احکام .... رسالۂ مبارکہ مسمٰی بنام تاریخی " قہر القہار علی اصول الگاندھویۃ الکفار " اور حضور پر نور امام اہلسنت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے رسائل مقدسہ مسمٰی بنام تاریخی " تابع النور علی سوالات جبلفور " میں ملاحظ ہوں " ۔ (تجانب اہل السنہ ص۱۴۱)

"یہی مرتد ابوالکلام آزاد اپنی اسی ناپاک کتاب ترجمان القرآن میں لکھتا ہے" (۱۲۴)
" ان ناپاک ملعون عبارتوں میں دین سے آزاد مسٹر ابوالکلام مرتد نے صاف ،
صاف بک دیا" (۱۲۵)

بریلویوں میں اگر کسی کو شرافت نفس نصیب ہے تو وہ اس "پاکیزہ نویسی" کی داد دے!

مولانا شبلیؒ ــــ مولانا حالیؒ ــــ ڈاکٹر اقبالؒ

بریلویوں کی خاص اصطلاح میں ایک فرقہ "صلح کلیہ" بھی ہے ۔ اس سے مراد غالباً وہ حضرات تھے جو مسلمانوں کو مشورہ دیتے تھے کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اور مصالحت پسندی کا رویہ اختیار کریں ۔ مولانا شبلی مرحوم ، مولانا حالی مرحوم ، اور ڈاکٹر اقبال مرحوم و مغفور کا خاص جرم ان بریلویوں کے نزدیک یہ ہے کہ وہ بھی اسی طرح کے تھے ۔ بریلویوں کے "مقدس صحیفہ" تجانب اہل السنۃ" میں تینوں حضرات کی اس طرح خبر لی گئی ہے (ذائقہ تو ناظرین کرام کا یقیناً خراب ہوگا لیکن اس سلسلہ کے بھی چند اقتباس یہاں پڑھ لیجئے) ۔

" ان صلح کلی لیڈروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی ، اور الطاف حسین حالی ، اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں ان کی ، صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے انہوں نے اپنے مضامین نظم و نثر کے ذریعہ سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے شبلی اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اس کی کتابوں "سیرۃ النبی و الفاروق و سیرت النعمان" میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار اور الحادی جوبنوں کا ابھار دکھا رہی ہے"

(ص ۲۸۹)

مولانا حالی مرحوم کے بارے میں ارشاد ہے۔

"الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام "مدوجزر اسلام" رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلح کلی واعظوں نے اس کی اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا۔" (ص ۲۹۰)

آگے مسدس حالی کے بارے میں لکھا ہے۔ "(حالی اپنے مسدس کے"، صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے

سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت | کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت | شب و روز پہنچاتے ہیں وہ انکو راحت

وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر | نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر | پڑے غم کا نہ سایہ اس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

ڈرایا تعصب سے انکو یہ کہہ کر | کہ زندہ رہا جو اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر | وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اس کے یاور

نہیں حق سے کچھ اس محبت کا بہرہ
کہ تم کو اندھا کرے اور بہرہ

ان نو ۹ شعروں میں حالی نے اس ملعون صلح کلیت کا افترا حضور اقدس سید القاہرین علی اعداء رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیا ہے۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

جس کی تعلیم لیگیوں کے "سیاسی پیغمبر مسٹر جینا نے اپنی "سیاسی امت" کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۶ھ میں دی ہے" (صفحہ ۳۰۴)۔

"مسٹر حالی کے اس مسدس میں بیسیوں کفریات کے اظہار ہیں اور ہزار دل ضلالات کے طومار" (صفحہ ۲۲۴)

اقبالؒ

آخر میں ذرا ڈاکٹر اقبال مرحوم و مغفور کے بارے میں بھی سن لیجئے!

"اسی طرح فلسفی، نیچریت ڈاکٹر اقبال صاحب نے اپنی فارسی، و اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پیگنڈہ کیا ہے۔ کہیں اللہ عز وجل پر اعتراضات کی بھرمار ہے، کہیں علمائے شریعت و آئمہ طریقت پر حملوں کی بوچھار ہے، کہیں سیدنا جبرئیل امین و سیدنا موسیٰ کلیم و سیدنا عیسیٰ مسیح علیہم الصلوٰۃ کی تنقیصوں، توہینوں کا انبار ہے، کہیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ و احکام مذہبیہ و عقائد اسلامیہ پر تمسخر و استہزاء و انکار ہے، کہیں اپنی زندیقیت و بے دینی کا فخر و مباہات کے ساتھ کھلا ہوا اقرار ہے" (صفحہ ۲۲۴، ۲۲۵)

امید ہے کہ "تجانب اہل السنۃ" کے ان اقتباسات سے ناظرین کرام نے رضاخانی بریلوی فرقہ کے ذوق و مزاج اور تمیز و تہذیب سے ناآشنا اس کی پست ذہنیت اور اس کے تکفیری جنون کا کچھ اندازہ کر لیا ہوگا۔ اور ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی کون سی جماعت، کون سا حلقہ، اور کون بھلا آدمی ہے جو ان کی تکفیری گولہ باری کا نشانہ نہ بنا ہو۔

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

تجانب اہل السنّۃ بریلویوں کا صحیفہ جامعہ

یہ "تجانب اہل السنۃ" جو ایک سوال کے جواب میں بطور فتوے کے لکھی گئی ہے۔ بڑے سائز کے قریباً پونے پانچ سو صفحات کی ضخیم کتاب ہے اور مولوی احمد رضا خاں اور ان کے اخلاف کے سارے تکفیری فتووں اور رسالوں کا جامع دفتر اور بریلوی فرقہ کا مستند صحیفۂ جامعہ ہے۔

بریلویوں کے مشہور عالم و مناظر مولوی حشمت علی خاں جن کو اس فرقے کے علماء بھی مظہرِ اعلیٰ حضرت کہتے اور لکھتے تھے، اور اسی لئے مولوی حامد رضا خاں صاحب نے لاہور کے مناظرہ میں ان کو اپنا وکیل مطلق بنایا تھا، انہوں نے اسی "تجانب اہل السنۃ" کے بارے میں اپنی پوری رضا خانی بریلوی برادری کو مخاطب کر کے بطور وصیت اور نصیحت کے لکھی ہے کہ۔

"فقیر ...... کی اپنے تمام مخلص سنی بھائیوں، دوستوں، عزیزوں، مریدوں متوسلوں کو یہ شرعی وصیت دینی نصیحت ہے کہ اس فتوائے مبارکہ (تجانب اہل السنۃ) کو اپنا دستور العمل بنائیں اسی کو کھرا کھوٹا پرکھنے کا معیار ٹھہرائیں"

(تجانب اہل السنۃ ص۳۴۸، تحریر مولوی حشمت علی خاں صاحب)

زلزلہ کے مصنف سے ایک سوال

اس موقع پر ہم "زلزلہ" کے مصنف ارشد القادری صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آئمہ سلف (مولوی احمد رضا خان اور مولوی حشمت علی خاں وغیرہ) کا تکفیری گولہ باری کا پرانا اور موروثی موضوع اور طریقہ چھوڑ کر "زلزلہ" والا یہ نیا مصنوعی موضوع اور

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اور طرز بحث کیوں اختیار کیا ؟

کیا آپ نے بھی محسوس کر لیا ہے کہ " عالم الحرمین " سے لے کر " تجانب اہل السنۃ " تک تکفیر کے جو فتوے اور گولے داغے گئے وہ غلط اور بد دیانتی پر مبنی تھے ؟ اگر ایسا ہے تو کھل کر اس کا اعتراف اور اعلان کیجئے ۔ اور اگر آپ یہ اعتراف نہ کریں تو ہم اور معاملہ پر غور کرنے والے سب حقیقت شناس یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اتنی بات آپ نے ضرور سمجھ لی ہے کہ اب زمانہ اس تکفیری کاروبار کے چلنے کا نہیں رہا ، اس کے بازار اب بند ہو گئے اس لئے آپ نے یہ دوسرا راستہ اختیار کیا ہے ۔ یہ بات ایمانداری کی ہو یا نہ ہو لیکن ایک درجہ کی دنیا دی سمجھ داری کی بات ضرور ہے ۔

مولوی احمد رضا خاں اور ان کی ذرّیت کی فاحشانہ زبان اور ذہنیت ! کیا کوئی شریف آدمی یہ زبان بول اور لکھ سکتا ہے ؟

مولوی احمد رضا خاں بریلوی خالص دینی و مذہبی مباحث میں بھی اپنے مخالفین کے حق میں بعض اوقات بڑی غیر شریفانہ بلکہ فاحشانہ زبان استعمال کرتے تھے ۔ اور سنا ہے کہ اس کو قابل فخر کمال سمجھتے تھے ۔ اگرچہ ناظرین کرام کے ذوقِ سلیم پر گراں گزرے گا لیکن بریلوی فتنہ کی حقیقت و نوعیت سمجھنے کے لئے اس سے واقف ہونا بھی ضروری ہے ۔

ناظرین کرام کو ان لوگوں کی بد زبانی کا کسی قدر اندازہ تو " تجانب اہل السنۃ " کے مندرجہ بالا اقتباسات سے بھی ہو گیا ہو گا لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں ان کے اعلیٰحضرت

اور "امام الکل" مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ایک دو عبارتیں بھی نمونہ کے طور پر نقل کر دی جائیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ایک جگہ "وہابیوں" کی خبر اس طرح لی گئی ہے۔

"وہابی ایسے کو خدا مانتا ہے ..... جس کا .... کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں"

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۳۳)

مضمون کی افترا پردازی سے قطع نظر اس ملعون عبارت کے نقل کرنے سے اس وقت مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ بریلویوں کے یہ اعلیٰ حضرت اور امام الکل کس ذوق اور ذہنیت کے آدمی تھے اور زبان کتنی پاکیزہ پائی تھی۔ ان اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ایک صاحبزادے مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب ہیں (جو اب تو اسی برس سے زیادہ کے بزرگ ہو چکے ہیں اور بقید حیات ہیں)، اور اب وہی ان کے جانشین اور سارے بریلویوں کے قبلہ و کعبہ ہیں اور بریلوی فرقہ کے عوام و خواص اب انہیں کو "اعلیٰ حضرت" کہتے اور لکھتے ہیں۔

ابھی چند صفحے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں کے "حسام الحرمین" میں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پر ایک کافرانہ عقیدہ کا جو بہتان لگایا تھا، حضرت مولانا موصوف نے اس سے اپنی برات ظاہر کرنے کے لئے ایک مختصر رسالہ "بسط البنان" کے نام سے ایک عالم ربانی کی زبان میں لکھا تھا (جو عام طور سے ملتا ہے اور آج بھی دیکھا جا سکتا ہے)، اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملے گا جو تہذیب

وہ وقار سے ذرا بھی گرا ہوا ہو۔ اس "بسط البنان" کے جواب میں ایک رسالہ "وقعات السنان" اسی زمانہ میں آج کے "اعلیٰ حضرت" ان مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے نام سے شائع ہوا تھا یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ وہ واقع میں مولوی مصطفیٰ رضا خاں کا لکھا ہوا تھا یا ان کے نام سے ان کے والد بزرگوار بڑے اعلیٰ حضرت ہی نے لکھا تھا۔ بہرحال اس میں جو زبان استعمال کی گئی تھی وہ ان بریلوی حضرات کی "عالمانہ اور مناظرانہ" پاکیزہ زبان کا خاص نمونہ ہے۔

ناظرین کرام کسی طرح مندرجہ ذیل اقتباسات کو پڑھلیں اور سوچیں کہ اس طرح کی عبارتیں کس کیرکٹر کے آدمی کے قلم سے نکل سکتی ہیں؟

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لکھا گیا ہے۔

(۱) "یہ اپنی دوشقی میں وہ تیسرا داخل کر کے"۔ (وقعات السنان ص۲۵)

اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر مکرارشاد ہے۔

(۲) "اس کی دوشقی میں اس تیسرے کا دخول"

(۳) "سماۃ یہ تیسرا بھی کیسا ہضم کر گئی" (وقعات السنان ص۲۵)

(۴) "رسلیا والا بھی کیا یاد کریگا کسی کڑے سے پالا پڑا تھا۔" (" ص۲۹)

(۵) "اب وہ کھولوں جس سے مخالف چوندھیا کر پٹ ہوجاتے اور آنکھ کھولے تو چوپٹ ہوجائے"۔ (ص۲۹)

(۶) "رسلیا کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری ٹھیرائی پر اتر و، دیکھوں تو اس میں تم میری ڈیڑھ گرہ کیسے کھولے لیتے ہو؟ (ص۵۰)

(۷) "رسلیا کی کلا بازیاں ملاحظہ ہوں خصم کے کڑے وار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کہی بول گئی"۔ (ص۵۰)

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

اور سنیئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

(۸) " اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا چھکے چھوٹ گئے، سینے ٹوٹ گئے، تیور پھٹ گئے، دم الٹ گئے، معاف کیجئے، معاف کیجئے، آپ جیتے میں ہارا ۔

ع لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی ۔

(۹) " رسلیا کی چک پھیریاں تو گوہر کو بھی مات کر گئیں، اب مسلمانوں کے چھلنے کو پھر کاوا کاٹتی ہے ۔"

آخر میں ناک بند کر کے اور متلی کو کسی طرح روک کے انتہائی بدبودار بس ایک سطر اور پڑھ لیجئے !

(۱۰) " اف ری رسلیا تیرا بھولا پن، خون پوچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے ۔" (ص)

اللہ و رسول اور قرآن پر ایمان لانے والے مسلمانو! انہیں اسلامی شرم و حیا، اور اخلاق محمدی کا واسطہ، اللہ کی بخشی ہوئی شرافت اور انسانیت کا واسطہ، ذرا سوچو اور بتاؤ کیا کوئی شریف آدمی ــــ ایسی مغلظات بک سکتا ہے، کیا تم نے آوارہ بدچلن بازاریوں کے سوا کسی کافر سے بھی ایسی شرمناک باتیں کبھی سنی ہیں ؟

لیکن یہ بریلویوں کے "اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت" کی "پاکیزہ" زبان ہے ۔ کیا اس کا ایک ایک لفظ ان لوگوں کے کیریکٹر کی طرف کھلے اشارے نہیں کر رہا ؟

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہے کہ اختلاف و نزاع کے موقع پہ گالیاں بکنا اور بدزبانی کرنا، منافقانہ خصلت اور نفاق کی علامت ہے " اور ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ " مومن بندہ فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا " (ترمذی)

یہاں پھر ہم زلزلہ کے مصنف ارشد القادری صاحب سے ایک سوال کرتے ہیں ۔ ہمیں

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

خوشی ہے کہ آپ نے زلزلہ میں اپنے ان "آئمہ اسلاف" کی یہ غلیظ اور بدبودار زبان استعمال نہیں کی۔ مگر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اس زبان کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے ؟ اس زبان کے لکھنے والے آپ کے چھوٹے یا بڑے "اعلیٰ حضرت" جن کے ایک رسالہ سے دس عبارتیں اوپر نقل کی گئی ہیں، خدا و رسول اور انسانیت و اخلاق کے مجرم ہیں یا نہیں ؟ حدیث نبوی کے مطابق حقیقی ایمان سے محروم اور منافق ہیں یا نہیں ؟ آپ نے جس ضمیر اور انصاف کی زلزلہ میں بار بار دہائی دی ہے اگر خود آپ کے پاس بھی اس کا ذرہ ہے تو بتائیے کہ کیا ایسی زبان بولنے اور لکھنے والے کو شریف آدمی بھی کہا جا سکتا ہے ؟

فاحشانہ ذہنیت کا ایک اور انتہائی تکلیف دہ نمونہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب شاعر بھی تھے "حدائق بخشش" ان کے کلام کا غالباً سب سے بڑا مجموعہ ہے جو تین حصوں میں ہے، اس کا تیسرا حصہ مولوی حشمت علی خاں صاحب کے چھوٹے بھائی محب الرضا مولوی محبوب علی خاں رضوی لکھنوی نے مرتب کر کے پہلی دفعہ "نابھہ پریس" نابھہ (پنجاب) میں چھپوا کر شائع کیا تھا، وہی ہمارے سامنے ہے۔ اس میں ایک قصیدہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی ہے اس قصیدے کے دو شعر یہ ہیں۔ (حضرت صدیقہ کی شان میں لکھا ہے) ؎

تنگ و چست ان کا لباس اور جوبن کا ابھار	مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت	کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

(حدائق بخشش حصہ سوم ص۳۷)

جو شخص سید کائنات امام المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وبارک وسلم کی حرم محترم ام المومنین سیدتنا حضرت صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان اقدس میں یہ ، بازاری زبان استعمال کرتا ہے ، اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس کی ذہنیت کس قدر غلیظ ہے اور وہ شرم وحیا ، کے ایمانی عنصر سے کتنا محروم ۔

مرنے سے کچھ پہلے مولوی احمد رضا خاں کی ایک خاص وصیت

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا تعارف ناقص اور نامتام رہے گا اگر ان کی ایک خاص وصیت کا ذکر نہ کیا جائے جو انہوں نے انتقال سے کچھ ہی پہلے لکھائی تھی ۔ "وصایا شریف" ایک رسالہ ہے جس کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کے انتقال کے بعد ان کے بھتیجے اور خلیفہ مولوی حسنین رضا خاں نے مرتب کر کے شائع کیا تھا ۔ اس میں مولوی احمد رضا خاں کے کچھ حالات بھی ہیں اور ایک وصیت نامہ بھی ہے ۔ جس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ انہوں نے انتقال سے قریبا دو گھنٹے پہلے لکھایا ۔ اور اس پر دستخط کئے ۔ اس وصیت نامہ میں بارھویں نمبر کی وصیت یہ ہے ۔

"اعزّہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو سکے تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں ــــ دودھ کا برف خانہ ساز ، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو ــــ مرغ کی بریانی ــــ مرغ پلاؤ ــــ خواہ بکری کا شامی کباب ــــ پراٹھے اور بالائی ــــ فرنی ــــ ارد کی پھریری دال مع ادرک ولوازم ــــ گوشت بھری کچوریاں ــــ سیب کا پانی ــــ انار کا پانی ــــ سوڈے کی بوتل ــــ دودھ کا برف"

ہم اس وصیت پر کوئی تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، یہ وصیت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ذوق و مزاج اور ان کی زندگی کے رخ اور نصب العین کا پورا آئینہ ہے۔

بریلی کے تکفیری فتنہ اور اس کے علمبردار خانصاحب بریلوی کے تعارف میں یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے یہ ہمارے لئے کوئی خوشگوار کام نہیں تھا لیکن ہم نے اس کی ضرورت اسلئے سمجھی کہ ارشد القادری صاحب نے "زلزلہ" میں معصومیت اور مظلومیت کا جو نیا روپ جو بھرا ہے اور "قوم کی عدالت" میں جس مظلومانہ انداز میں اپنا "استغاثہ" پیش کیا ہے اور فریاد کی ہے ناظرین کرام کو معلوم ہو جائے کہ یہ فن کاری اور بہروپیے پن کے سوا کچھ نہیں ہے۔

خدا کا فضل ہے کہ اکابر علمائے حق کے ایسے خادم ابھی موجود ہیں جو ایسے بہروپیوں کے مکارانہ لباس کو تار تار کر کے ان ہی کی تاریخ اور ان ہی کی کتابوں سے ان کی اصلی عریاں تصویر بر سر عام دکھا سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں ہم نے اس کی ضرورت اس لئے بھی سمجھی کہ ایک طویل مدت سے یعنی ملک کی آزادی ۱۹۴۷ء سے بھی پہلے سے بریلی کے اس تکفیری فتنہ کو شاید بالکل مردہ سمجھ کر ہمارے علمی اور دینی حلقوں میں بھی بالکل ناقابل توجہ بلکہ نسیاً منسیاً کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مظاہر العلوم جیسے مرکزی دینی مدارس سے فارغ ہونے والے عام فضلاً بلکہ ہمارے دور کے اساتذہ تک اس بریلی فتنہ کی حقیقت و نوعیت اور امت کے حق میں اس کی زہرناکی اور شدید مضرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ طبیب اور معالج جس بیماری کی حقیقت و نوعیت اور خطرناکی سے واقف نہ ہو اس کا صحیح علاج و مداوا نہیں کر سکتا۔

پھر اس ناچیز کا یہ بھی تجربہ ہے کہ جس مسلمان میں معمولی سی سمجھ بوجھ اور کچھ بھی دینی شعور ہو گر بس کے سامنے بریلی کے تکفیری فتنہ کی حقیقت و نوعیت، اس کی تاریخ اور مولوی احمد رضا خاں

اور ان کی ذریت کے تکفیری و تخریبی کارناموں کی تفصیل ان ہی کی کتابوں سے رکھدی جائے تو وہ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ غالباً ان لوگوں کے دل خدا کے خوف اور امت کے درد سے بالکل ہی خالی ہیں اور یہ دیانت داری اور شرافت سے بھی بالکل محروم ہیں اور ان کا کام تعمیر کے مقابلہ میں صرف تخریب اور دین و ملت کے خادموں سے بس لڑنا جھگڑنا، اور اپنے دام افتادہ عوام کو بس ان سے دور رکھنا ہے اور ان کا مقصد اور مطمح نظر صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے جو ناواقف حلقے عرصے سے ان کی جائیداد بنے ہوئے ہیں وہ حقیقت سے واقف اور باخبر ہوکر ان کے قبضہ سے نہ نکل جائیں۔

بہرحال بریلی کے تکفیری فتنہ اور اس کے بانی و علمبردار مولوی احمد رضا خاں اور ان کی ذریت کے متعلق یہ چند صفحات اسی غرض اور مقصد سے لکھے گئے ہیں۔

واللہ المستعان ولاحول ولا قوۃ الا

باللہ العلی العظیم :

کتبہٗ : قاری سیف اللہ خالد غفرلہٗ

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ارزاں اور خوبصورت دینی مطبوعات جن کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے

العلم والعلماء	علامہ ابن عبد البر مالکی اندلسیؒ	عکسی عمدہ جلد مجلد
اسلام کے بنیادی عقائد	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
اعجاز القرآن	〃 〃 〃	〃 〃 〃
العقل والنقل	〃 〃 〃	〃 〃 〃
اسلام میں شوریٰ کی اہمیت	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	〃 〃 〃
آداب النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
احکام حج (انگریزی)	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
آئینہ اسلام (انگریزی)	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	〃 〃 〃
اسلام کا اقتصادی نظام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	عکسی عمدہ جلد مجلد
اسلام کا اخلاقی نظام	مولانا محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند	عکسی سفید بکس بورڈ
آفتاب نبوت کامل	〃 〃 〃 〃	سفید کاغذ مجلد
اسلامی تہذیب و تمدن	〃 〃 〃 〃	مجلد
اجتہاد اور تقلید	〃 〃 〃 〃	عکسی سفید بکس بورڈ
اصول دعوت اسلام	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

انسانیت کا امتیاز	مولانا محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند	عکسی سفید بکس بورڈ
اسرائیل کتاب و سنت کی روشنی میں	״ ״ ״ ״	״ ״ ״
ابن ماجہ شریف اردو کامل	حدیث کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ	عکسی مجلد
اذان اور اقامت	مولانا سید میاں اصغر حسینؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
اسلامی آداب	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	״ ״ ״
اوقاف القرآن	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	״ ״ ״
اکابر کا احسان و سلوک	حضرت مولانا محمد زکریا مدظلہ	عکسی بکس بورڈ
اکمال الشیم تعریب عطر التصوف	از مولانا خلیل احمد سہارنپوری	مجلد کلاں
انتصار الاسلام مع تشریح	حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ	مجلد
انتخاب بخاری شریف	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (۲ جلد)	عکسی مجلد عمدہ
بزم اشرف کے چراغ	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلفاء کا تذکرہ	عکسی گلیز کاغذ مجلد
بریلوی فتنہ کا نیا روپ	بریلوی حضرات کی کتاب "زلزلہ" کا جواب	عکسی سفید بکس بورڈ
بدعت کیا ہے؟	چار مدلل مضامین کا مجموعہ	عکسی مجلد عمدہ
پردہ کے شرعی احکام	حضرت تھانویؒ کے دو اہم رسائل کا مجموعہ	عکسی سفید بکس بورڈ
تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	کامل ۸ جلد مجلد
جہاد	״ ״ ״ ״	عکسی گلیز
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط	پروفیسر خورشید احمد فاروق	عکسی عمدہ جلد مجلد
حضرت فاروق اعظمؓ کے سرکاری خطوط	״ ״ ״	״ ״ ״
حضرت عثمان غنیؓ کے سرکاری خطوط	״ ״ ״	״ ״ ״

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

حضرت شاہ ولی اللہ کے سیاسی خطوط	پروفیسر خلیق احمد نظامی	عکسی آفسٹ پیپر عمدہ جلد
حیاتِ شیخ الہندؒ	مولانا سید میاں اصغر حسینؒ	عکسی گلیز مجلد
حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
حیات خضر علیہ السلام	مولانا سید میاں اصغر حسینؒ	" " "
حدیثِ رسولؐ کا قرآنی معیار	حضرت مولانا قاری محمد طیب	" " "
حیات القلوب فارسی	حج کے مسائل پر اہم کتاب	عکسی سفید مجلد
خاتم النبیینؐ	حضرت مولانا قاری محمد طیب	عکسی سفید بکس بورڈ
ختمِ نبوت	" " "	" " "
دستِ غیب	میاں اصغر حسینؒ کے تین اہم رسائل	عکسی بکس بورڈ
دیوبند سے بریلی تک	مولانا ابوالوفا رومی	" " "
روایات الطیب	حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب	عکسی سفید بکس بورڈ
رحمۃ القدوس ترجمہ و شرح بخاری شریف کامل ۲ جلد	مولانا ظفر احمد عثمانی	عکسی سفید مجلد کامل ۲ جلد
سیرۃ الصدیق	حضرت مولانا حبیب الرحمٰن شروانیؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
سوانح مولانا رومؒ	حضرت مولانا سید میاں اصغر حسینؒ	" " "
سال بھر کے مسنون اعمال	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	" " "
سبیل الرشاد	حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	" " "
سلاسل طیبہ	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی	" " "
سلعۃ القربۃ	"نخبۃ الفکر" کا اردو ترجمہ (اصول حدیث)	"

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

فتاویٰ میلاد شریف مع طریقۂ میلاد شریف	حضرت گنگوہیؒ و حضرت تھانویؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
فلسفۂ نعمت و مصیبت	مولانا قاری محمد طیب صاحب	مجلد عکسی
قانونِ وراثت (معین الوارثین)	حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ	عکسی سفید کاغذ
قواعد النحو	عربی زبان کے قواعد آسان زبان میں	بکس بورڈ
کیفیات	مولانا زکی کیفی کا دلکش مجموعۂ کلام	عکسی اعلیٰ طباعت و جلد
کلمہ طیبہ مع کلمات طیبات	حضرت مولانا قاری محمد طیب	عکسی سفید بکس بورڈ
کلیاتِ سعدیؒ فارسی	شیخ سعدیؒ کی بیس کتابیں یکجا	طبع قدیم زرد کاغذ
گنجینۂ اسرار عملیات	حضرت انور شاہ کاشمیری	عکسی بکس بورڈ مجلد عمدہ
گاؤں میں جمعہ کے احکام	حضرت گنگوہیؒ و حضرت تھانویؒ	عکسی سفید بکس بورڈ
مکتوباتِ نبوی (ترتیب مولانا سید محبوب رضوی صاحب)	بارگاہِ نبویؐ سے جاری ہونے والے خطوط اور سیاسی معاہدات کا اہم ترین ذخیرہ	عکسی سفید عمدہ جلد
مسئلہ تقدیر	علامہ شبیر احمد عثمانی و مولانا محمد طیب	〃 〃 بکس بورڈ
مقالاتِ طیبہ	حضرت مولانا قاری محمد طیب	〃 〃 〃
معجزہ کیا ہے؟	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃
ملفوظات امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع	〃 〃 〃
مبادیاتِ فقہ	مفتی محمد اسمٰعیل صاحب	〃 〃 〃
معین الوارثین	مولانا اصغر حسین	عکسی مجلد

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

مکتوبات امدادیہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	عکسی سفید یکس بورڈ
معارف گنگوہیؒ	ملفوظات حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	〃 〃 〃
مجموعہ رسائل ثلاثہ	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	〃 〃 〃
مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ	مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ	〃 〃 〃
منتہی الارب ۲ جلد	عربی فارسی کی اہم ترین مستند لغت	بڑا سائز عمدہ جلدیں
مسائل سجدۂ سہو	مفتی حبیب الرحمٰن صاحب	عکسی سفید یکس بورڈ
نصیحت نامہ	مولانا سید میاں اصغر حسینؒ	〃 〃 〃
نیک بیبیاں	〃 〃	〃 〃 〃
نماز اور اسکے مسائل مترجم اردو	مولانا محمد محترم فہیم عثمانی	〃 〃 〃
〃 〃 〃 (انگریزی)	〃 〃 〃 〃	〃 〃 〃

www.islamicbookslibrary.wordpress.com

ان کتب کے علاوہ آپ کو جس مستند دینی کتاب کی ضرورت ہو ہم سے طلب فرمائیں مفصل فہرست کتب بھی زیر طبع ہے۔

ملنے کا پتہ

اِدارۂ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی، لاہور

مستند دینی کتابیں

①	الإتقان فی علوم القرآن	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
②	سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ
③	إصلاح المسلمین	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
④	حیوٰة المسلمین	" " " "
⑤	سیرتِ پاک	مولانا محمد اسلم قاسمی صاحب
⑥	انتخاب بخاری شریف (اردو)	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
⑦	أکابر علماء دیوبند	مولانا اکبر شاہ بخاری
⑧	إسلام کا اقتصادی نظام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
⑨	إسلامی تہذیب وتمدن	حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ
⑩	إکمال الشیم (علم تصوف)	حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
⑪	أفتاب نبوت	حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ
⑫	ألعلم والعلماء	علامہ ابن عبد البرؒ
⑬	حیات شیخ الہندؒ	حضرت مولانا سید اصغر حسینؒ
⑭	شریعت وطریقت	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
⑮	تعبیر الرؤیا (اردو کلاں)	علامہ ابن سیرینؒ
⑯	مکتوباتِ نبوی	مولانا سید محبوب رضوی
⑰	مسلمانوں کا عروج وزوال	مولانا احمد سعید اکبر آبادی
⑱	بدعت کیا ہے؟	چار رسالوں کا مجموعہ
⑲	تصوف کیا ہے؟	مولانا محمد منظور نعمانی
⑳	اصول تصوف	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
㉑	کیفیات (مجموعہ کلام)	مولانا زکی کیفیؒ

ملنے کا پتہ

ادارہ إسلامیات

۱۹۰ - أنارکلی ۝ لاہور

www.islamicbookslibrary.wordpress.com